صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز جمعرات مورخہ 24 اکتوبر 2013ء بمطابق 18 ذوالحجہ 1434 ہجری بعد از دوپہر چار بجکر چالیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امتیاز شاہد مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَO وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢۚ بَلۡ أَحۡيَآءٌ وَلَـٰكِن لَّا تَشۡعُرُونَO وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَىۡءٍ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّـٰبِرِينَO ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَـٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَO أُوْلَـٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌۖ وَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَO إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلۡمَرۡوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِۖ فَمَنۡ حَجَّ ٱلۡبَيۡتَ أَوِ ٱعۡتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَاۚ وَمَن تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَإِنَّ ٱللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔

(ترجمہ): اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کیساتھ ہے۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتے۔ اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووؤں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنادو۔ ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے۔ اور یہی سیدھے رستے پر ہیں۔ بے شک (کوہ) صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔ تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے۔ (بلکہ طواف ایک قسم کا نیک کام ہے) اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس اور دانا ہے۔ وآخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جزاک اللہ۔

اراکین کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: جن معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں، ان کے اسمائے گرامی: جناب قیموس خان، ایم پی اے 24 و 25 اکتوبر؛ جناب صالح محمد خان صاحب، ایم پی اے؛ جناب فضل حکیم صاحب، ایم پی اے؛ جناب محب اللہ خان صاحب، ایم پی اے؛ مسماۃ رومانہ جلیل صاحبہ؛ جناب گل صاحب خان اور جناب سکندر حیات خان شیر پاؤ صاحب۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The leave is granted.

(صحافی حضرات پریس گیلری میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر: نگہت اورکزئی صاحبہ، پلیز۔

محترمہ نگہت اورکزئی: شکریہ جناب سپیکر صاحب! آپ کا، آپ کی چیئر کا ہم احترام کرتے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! گیلری میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ تمام صحافی برادری جو ہے، انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے اور انہوں نے واک آؤٹ کی جو وجہ بیان کی ہے، وہ وجہ یہ ہے کہ یہاں سے ہمیں عوام کو ایک Message بھی دینا چاہیئے کیونکہ اس میں صحافی برداری، Politicians، دوسرے تمام جتنے بھی لوگ یہاں پہ صوبے کے رہتے ہیں اور چونکہ یہ ایک غیور قوم ہے اور یہاں پہ چادر اور چاردیواری کا جو اثر ہے تو وہ بہت زیادہ ہے۔ جناب سپیکر، آج صبح تین بجے سرچ آپریشن ہوا اور سرچ آپریشن میں جناب سپیکر صاحب، بہت سے لوگ جن میں کہ سرکاری لوگ بھی تھے، صحافی بھی تھے، پولیس کی چونکہ ڈیوٹی ہے، ہم سمجھتے ہیں کیونکہ یہ جو شمعیں ہمارے سامنے جل رہی ہیں اور یہ جو خالی کرسی پڑی ہوئی ہے تو جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتی ہوں کہ اس کرسی کی جو حفاظت تھی، اس کی حفاظت پہ بھی انہوں نے، پولیس نے بھی اپنی جانیں دی ہیں لیکن اسکے باوجود کوئی قانون، کوئی ایسی چیز پولیس کیلئے بھی ہونی چاہیئے اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی ہونی چاہیئے تاکہ یہ تصادم نہ ہو۔ جناب سپیکر صاحب، انہوں نے واک آؤٹ اسلئے کیا ہے کہ انکے صحافی، جو ہماری صحافت سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو صبح چار بجے پولیس بغیر قمیصوں کے اٹھا کر لے گئی ہے اور انکو چھ گھنٹے تک

انہوں نے رکھا ہے پولیس سٹیشن میں اور پولیس سٹیشن میں انکی کافی، (مداخلت) آپ ایسا نہ کریں نا جی، میں جو حالات بیان کر رہی ہوں، وہی بیان کر رہی ہوں، یوسف ایوب صاحب! نہیں آپ کو نہیں پتہ لیکن میں بات کر رہی ہوں تو پھر آپ اشارے نہ کریں۔ تو اسکے بعد جناب سپیکر صاحب! یہ چونکہ آپ کے نالج میں میں لے کر آئی ہوں بات، اور اس کیلئے یہ ہے کہ جائیں اور جو حکومتی ارکان ہیں، وہ جا کے ان سے مذاکرات کریں کیونکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اس وقت تک اسمبلی کی کوئی کوریج، Politicians کی کوئی کوریج نہیں کرینگے جب تک کہ باقاعدہ طور پہ وہ لوگ جنہوں نے انکی بے عزتی کی ہے، ان لوگوں کو Suspend نہ کیا جائے یا ان لوگوں کو نوکریوں سے معطل نہ کیا جائے کیونکہ ایک تو یہ ہے جناب سپیکر، To be very frank کہ ہماری پولیس میں بھرتیاں تو دھڑا دھڑ ہوتی ہیں لیکن یہاں پر لیڈیز پولیس بہت کم ہے، ایک تو جناب سپیکر صاحب! میں گورنمنٹ کو آپ کی وساطت سے یہ مشورہ دینا چاہتی ہوں کہ لیڈیز پولیس کی جو نفری ہے، اس میں اضافہ کیا جائے تاکہ اگر ایسے کوئی حالات ہوتے ہیں تو پولیس کے ساتھ وہ جا کے گھر میں باقاعدہ، جس گھر میں جاتے ہیں، آرمی بھی ساتھ ہوتی ہے، ایف سی بھی ساتھ ہوتی ہے، پولیس والے بھی ساتھ ہوتے ہیں لیکن اگر بغیر لیڈیز کے کوئی جاتا ہے تو میرا خیال ہے یہ قانونی طور پہ جرم بھی ہے اور چادر اور چار دیواری کے منافی بھی ہے۔ یہ میں نے آپکے نالج میں، جس آنریبل چیئر پہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں سر، اس کے نالج میں لیکر آئی ہوں، اب آپ جس حکومتی رکن کو کہتے ہیں کہ وہ جا کے ان سے مذاکرات کرلیں اور انکو لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں محترم جناب یوسف ایوب صاحب، جناب مشتاق غنی صاحب اور نگہت اورکزئی صاحبہ، ارباب اکبر حیات خان صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ لوگ جا کر صحافی بھائیوں سے بات کریں اور یقیناً اگر انکی کوئی دل آزاری ہوئی ہے تو آپ کی بات چیت کے بعد ان شاءاللہ میں انکو یقین دہانی کراتا ہوں کہ اگر انکے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اسکی باقاعدہ میں انکوائری کا حکم کرتا ہوں۔ جی نگہت اورکزئی صاحبہ پلیز، مشتاق غنی صاحب، ارباب اکبر حیات صاحب، جی پلیز۔

(ایوان میں خاموشی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب قلندر خان لودھی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ۔۔۔۔

سابق وزیر قانون، جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور (شہید) کو خراج عقیدت

حاجی قلندر خان لودھی (مشیر خوراک): شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! جو رقت آمیز مناظر کل دیکھنے میں آئے، جو آپ کی پوزیشن تھی، جو ہماری بہنوں نے اسرار اللہ خان گنڈاپور کو خراج عقیدت پیش کیا اور ہمارے بھائیوں نے، تو وہ اتنا دکھی تھا کہ آپ کو اجلاس اسلئے Adjourn کرنا پڑا کہ آپ یہ سمجھ گئے تھے کہ جب آپ چیئر کی آنسوں بہہ رہے ہیں اور پھر اسمبلی کے فلور پر سبھی رو رہے تھے تو آپ کا خیال تھا کہ شاید یہ جاری نہ رکھ سکیں اپنی تقاریر اور بات نہ ہو سکے تو آپ نے Adjourn کیا لیکن مجھے آج انتہائی افسوس ہوا ہے جناب سپیکر، ہم سب لوگ ایک ہیں، ہم سب کا دکھ ایک ہے، ہمارے ساتھ دس سالوں سے جو ہو رہا ہے، ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ارکان اسمبلی سے یہ جو خوشیاں ہیں، یہ روٹھی ہوئی ہیں۔ ہمارے لئے ہر نیا اجلاس جو ہوتا ہے، وہ پہلے سے زیادہ دکھ لیکر آتا ہے اور ہم اس سے بہت زیادہ دکھوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ آج میڈیا کے جو ہمارے بھائی ہیں، اس دکھ کی گھڑی میں ہم یہ توقع کر رہے تھے کہ چونکہ یہ اجلاس تعزیتی اجلاس ہے اور اس میں باقی کوئی بزنس نہیں ہے، آج کا ایجنڈا ہر ایک نے دیکھ لیا ہے تو اس میں تو انہیں لازمی بیٹھنا چاہیئے تھا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں، ہم ان کے بھائی ہیں تو ہمارا دکھ شریک ہے، چاہے اس میں کوئی پارلیمنٹیرین مارا جاتا ہے یا اس میں شہادت آجاتی ہے میڈیا والوں کی، ہم سب کا ایک دکھ ہے۔ جناب سپیکر! پچھلے سیشن میں تقریباً ہمارے چودہ ساتھی ہم سے جدا ہوئے، سبھی قیمتی تھے، سبھی اپنے گھر کے بادشاہ تھے، سبھی بڑی حیثیت رکھتے تھے لیکن جو آج میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارا نوجوان چھوٹا بھائی، ساتھی ہم میں نہیں بیٹھا ہوا اور اسی سیٹ پر جہاں شہرام خان بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں بلور صاحب تھے، سبھی تھے لیکن وہ ذرا بزرگ تھے، بیٹھے ہوئے تھے، ان کی باتیں بھی بڑی پیاری ہوتی تھیں، ان کے ساتھ جو دکھ ہوا، ہم نے یہاں بھی چراغاں کیا، ہم نے وہ بھی دیکھا۔ آج اسرار اللہ خان گنڈاپور شہید کا دکھ اسلئے بہت زیادہ محسوس ہو رہا ہے کہ وہ Age wise، جوان ساتھی تھا اور میرے ساتھ تو اس کے کوئی پچھلے دس گیارہ سال سے رقابت تھی، 2002 سے ہم اسمبلی میں آرہے ہیں، نہایت ہی قابل، بڑا ملنسار اور ایک منجھا ہوا پارلیمنٹیرین تھا، وہ ہر معاملے میں یہاں اپنی تجاویز دیتا، دس سال ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں تو وہ گورنمنٹ کو ہر معاملے میں، ہر بل میں، ہر ایکٹ میں اپنی تجاویز دیتا، اگر گورنمنٹ کسی وجہ سے اس پر متفق نہ ہوتی تو وہ یہ کہہ کر بیٹھ جاتے کہ

میرا یہ خیال تھا کہ اس ترمیم سے عوام اور گورنمنٹ کو ریلیف ملے گی اور ایسا نہ ہو کہ آگے گورنمنٹ کسی مشکلات میں پھنس جائے، تو بہت ہی بہترین Positiveاسکی سوچ تھی، ہمارے علاقے میں مثال دیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ بہنوں کے بغیر اللہ کسی کو نہ کرے، کل جو میں نے اپنی بہنوں کو دیکھا اور خاص کر نگہت اورکزئی نے جو دکھ اور ایسے دل جو کہ ذرا مضبوط دل ہوتے ہیں، وہ دکھوں کو برداشت کر لیتے ہیں، وہ بھی روئے اور میرے عالم دین، میرے مولانا صاحب کی بھی آوازیں نکل آئیں، تو یہ کسی کو دکھانے کیلئے نہیں تھا، یہ کوئی پوائنٹ سکورنگ نہیں تھی، آپ بھی رو رہے تھے، ہم سب کا دل رو رہا تھا کیونکہ ہماری قوم کے ساتھ، ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ہمیں یہ نہیں پتہ کہ ہمیں مارنے والا کون ہے اور اسے نہیں پتہ کہ میں کیوں مار رہا ہوں؟ جناب سپیکر! انتہائی دکھی دور سے ہم گزر رہے ہیں اور میں اپیل کرتا ہوں میڈیا والوں سے حالانکہ میرے بھائی گئے ہیں، بہن بھی گئی ہے، وہ نہیں آئے، اس سیشن میں یہ جو دو تین دن ہمارے ہیں تعزیت کے یا شاید آج ہی ہم اسے وائنڈ اپ کر لیں، انہیں بیٹھنا چاہیئے تھا، یہ انکا بھی دکھ ہے، یہ انکا بھی بھائی تھا، یہ اگر فرض کیا ہمارے اس دکھ میں وہ ہمارے ساتھ نہیں بیٹھتے تو ہم ان کے ساتھ جو صبح زیادتی ہوئی ہے، ہمارے علم میں نہیں ہے، ہم اسے Condemn کرتے ہیں، نہیں ہونی چاہیئے، وہ آنکھیں ہیں، وہ کان ہیں معاشرے کے، انکی عزت کرنی چاہیئے لیکن کس نے کیا، کیسے ہوا؟ وہThrash out کیا جائے گا لیکن آج انہیں یہاں ہونا چاہیئے تھا۔ جناب سپیکر! ابھی جیسے یہ روزانہ کے ہمارے دکھ ہیں، روزانہ کے نئے نئے ہمارے ساتھ یہ مسئلے ہو رہے ہیں، اس کا تدارک کون کریگا، یہ فورم بے بس ہے، مرکز بے بس ہے، کون اس کوUnite ہو کر، کون کرے گا، کیا ہم روزانہ اسی طرح اپنے بھائیوں کو دفناتے رہیں گے، چراغاں کرتے رہیں گے؟ اسکے بعد جناب سپیکر، میری یہ بھی آپ سے ریکویسٹ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے گنڈاپور صاحب کو عزت دی تھی دنیا میں اور اسکی موت بھی بڑی باعزت کی کہ اس کو شہادت نصیب ہوئی ہے، اسکا وہ جہان بھی بہت اچھا ہو گیا ہے، اللہ اسے اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اب یہ تقاضا کرتا ہے جی اس بات کا کہ ہم یہاں ساری پارٹیوں والے اور خاص کر میں اپوزیشن کے بھائیوں کا انتہائی مشکور ہوں، انہوں نے ریکوزیشن دی اور اس کے بعد ایسے نظر آ رہا تھا، چونکہ یہ ہمارا، ہمیشہ اسکو ہم جرگہ کہتے ہیں اسمبلی کہتے ہی نہیں ہیں، ہم ہر ایک اپنے سے زیادہ دوسرے کو عزت دیتے ہیں اور یہ ہمارے صوبے کی روایت ہے تو اس

کے ساتھ میری یہ بھی ریکویسٹ ہو گی کہ اس کو ذرااور آگے بڑھاتے ہوئے، ہمارے چودہ ساتھی ہم سے جدا ہوئے پچھلے الیکشن میں اور جو بھی ساتھی آیا اس نے Contest کیا، اس کے ساتھ دوسری جماعتوں نے بکسے رکھے لیکن ریزلٹ یہ ہوا کہ لوگوں نے فیصلہ دکھی کے حق میں کیا، اسکو ووٹ دیا۔ ابھی حالیہ الیکشن دیکھیں، ہمارے ساتھ ہمارے تین بھائی، سب سے پہلے فرید خان صاحب چلے گئے، پھر اسکے بعد عدنان بھائی ہم سے جدا ہوئے، فرید خان کا دوسرا بھائی جب کھڑا ہوا، اس ٹائم میرے خیال میں اس نے کوئی چار گنا زیادہ ووٹ لیے، یہ چالیس ہزار سے بھی زیادہ ووٹ اس نے لیے، اس نے کم ووٹ لیے تھے۔ اسی طرح عدنان کی بات ہوئی تو میرا۔۔۔۔

ایک رکن: عمران۔

مشیر خوراک: عمران، 'سوری' عمران کی جی، تو اب میری ریکویسٹ یہ ہے جناب سپیکر، اس ہاؤس سے، پارلیمانی لیڈروں سے، جماعتوں کے سربراہوں سے کہ یہ جو ہم لوگ یہاں آتے ہیں، اس توقع سے آتے ہیں کہ ہم نے پانچ سال تک یہاں لوگوں کی خدمت کرنی ہے، کسی کو کوئی پتہ نہیں ہے کہ آئندہ گھڑی کس کی ہے کس کی نہیں ہے؟ لیکن دنیا امید پر ہوتی ہے، تو اس میں یہ ہے کہ سردار اسرار خان گنڈاپور شہید تو اپنی طرف سے پانچ سال کیلئے، باقی تو اسکی عمر ہی کیا تھی؟ 38 سال کا نوجوان تھا، 28 سال کی (عمر میں) وہ اس اسمبلی کا ممبر بنا، تو اب اگر باقی جماعتیں برداشت کریں، سربراہ برداشت کریں تو ہم اسے ایک اور عقیدت پیش کریں کہ اسکے جو بھی لواحقین کھڑے ہوں یا اسکا کوئی بھائی کھڑا ہوتا ہے یا اسکا کوئی رشتہ دار یا جو بھی ان کی طرف سے Proposal آتی ہے، اسے اگر ہم Unopposed لے آئیں تو میرے خیال میں جناب سپیکر، یہ بھی ایک بہت بڑا ان کے ساتھ، ان کے خاندان کے ساتھ ایک عقیدت کا ثبوت ہو گا۔ تو میری یہ ریکویسٹ ہے اور اسکے ساتھ جناب سپیکر، یہ جو سیکنڈ چیئر ہے، اس پر بشیر بلور صاحب بیٹھتے تھے تو اب اسمبلی میں گنڈاپور صاحب کو بھی وہی چیئر مل گئی، کچھ دن ہوئے کہ وہ شفٹ ہو گئے یہاں سے، سائڈ والی چیئر پر آگئے تو میں نے ان سے، ویسے ہی چونکہ وہ مجھ سے چھوٹا بھی تھا اور مذاق تو میرا اسکے ساتھ نہیں تھا لیکن میں نے اسکو کہا کہ آپ نے کچھ محسوس کر لیا کہ کرسی کو چھوڑ دیا؟ ہنس کے خاموش ہو گئے۔ جناب سپیکر، اس حالیہ الیکشن میں جب ہم جیت کر آئے تو اس میں ہم کوئی تیرہ دوست تھے جو ہم نے آزاد الیکشن لڑا تو کچھ ایک

ہفتے الیکشن کے بعد مجھے گنڈاپور صاحب نے فون کیا کہ لودھی صاحب! کہاں ہو؟ میں نے کہا گھر پر ہوں، کیا کر رہے ہو؟ میں نے کہا لوگ آرہے ہیں، بڑی مبارکیں اور سلامتیں ہو رہی ہیں۔ اس نے کہا جی پشاور آؤ، تو جب ہم پشاور میں جمع ہوئے تو یہاں پھر انکی قائدانہ صلاحیت دیکھیں، عمر کے لحاظ سے میں بڑا تھا لیکن امجد خان اور وہ لیڈ کر رہے تھے، اسرار اللہ خان گنڈاپور ہمارے گروپ کو، تو مجھے Age کے لحاظ سے بڑا سمجھ کے میرے پاس ہاسٹل میں زیادہ میٹنگز ہوتی تھیں تو انہوں نے ایسی Strategy بنائی کہ باقی پارٹیاں بھی اپنی جگہ جو گورنمنٹ میں آئی ہیں، ان کے بھی کوئی مطالبے تھے، ہمارا کوئی خاص مطالبہ نہیں تھا لیکن وہ اتنا قابل آدمی تھا کہ اس نے کس طرح سے گورنمنٹ سے ڈیل کر کے چھ سات Portfolios ہمیں مل گئے، اس میں ہم گورنمنٹ کا حصہ بن گئے، تو وہ اتنا قابل زیرک شخص تھا۔ اسکا نقصان نہ صرف اسکے خاندان کا نقصان ہے، نہ ہمارے صوبے کا نقصان ہے بلکہ یہ قوم کا نقصان ہے، یہ بہت بڑا المیہ ہوا ہے اور اس المیے کے تدارک کیلئے ہم سب کو سوچنا ہے۔ بہت دیر ہو رہی ہے، آل پارٹی کانفرنسز بھی ہماری ہو رہی ہیں جو گورنمنٹ چاہتی ہے، وہ بیچاری قربانی دے رہی ہے، پچھلی گورنمنٹ نے بھی قربانیاں دیں۔ ابھی ہمارے تین چار مہینے ہوئے ہیں، ہم سے بھی تین قیمتی ہمارے ساتھی چلے گئے تو کیا ہم اپنے دن گنتے رہیں گے؟ جناب سپیکر! کیا اس کیلئے کوئی مرکز کی طرف سے یا ہماری صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے بیٹھ کے کوئی ایسا لائحہ عمل نہیں نکالا جائے گا جس کا فوری تدارک ہو جائے؟ اب تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کتنے گروپ بن گئے ہیں اور اسرار اللہ خان گنڈاپور تو کسی کا دشمن نہیں تھا، اس نے تو دس سال کبھی کسی کے خلاف کوئی بات تک نہیں کی، بڑا محتاط انسان تھا، مجھے نہیں پتہ کہ اگر اس جیسا وزیر قانون محفوظ نہیں ہے اور ایسا مخلص انسان محفوظ نہیں ہے تو پھر باقی ہمارے دوستوں اور مہربانوں کا کیا ہوگا؟ اس لئے جناب سپیکر! اب یہ ہے کہ اس سے تعزیت، اس سے عقیدت پیش کرنے کیلئے یہ اجلاس بلایا گیا، یہ ساری اسمبلی کو کریڈٹ جاتا ہے اور خصوصاً اپوزیشن کو، ہم ان کے مشکور ہیں لیکن جناب سپیکر، میری ذرا اس ہاؤس سے درخواست ہے، مسئلے مسائل ہمارے ہیں، بالکل ہیں، پارٹیاں بھی ہماری اپنی اپنی ہیں، ہمارے منشور بھی اپنے اپنے ہیں لیکن ہم ایک دوسرے کے بھائی ہیں، یہاں جو بھی رویہ اختیار کیا جائے بڑا Polite، بڑا اچھا طریقہ کہ کسی کو پتہ نہیں ہے کہ کل کون اسمبلی میں ہوگا کہ نہیں ہوگا؟ ویسے بھی ہمیں گارنٹی نہیں ہے زندگی کی لیکن ان حالات میں

تو میں، پھر اپنی بہنوں کو اور خاصکر نگہت اورکزئی، ٹھیک ہے اس کا کبھی Aggressive mood بھی ہو جاتا ہے لیکن کل جو اس کا دکھ تھا جیسے سگے بھائیوں کا، جیسے ہم سب کا دکھ ہے، ایسے ہی ہے کہ ہمارا سگہ بھائی ہم میں سے نہیں ہے، تو جناب سپیکر، کوئی زور سے رونا چاہے تو رو نہیں سکتا، یہ دل سے جب درد نکلتا ہے، دل دکھتا ہے اس وقت آدمی روتا ہے، چیئر رو رہی تھی، سب میرے بھائی رو رہے تھے اور میری بہنیں سب سے آگے تھیں اور اسی طرح سے میں پھر اپنی بہنوں سے ریکویسٹ کروں گا کہ جیسے کل آپ کا ایک طریقہ نظر آیا کہ جیسے آپ نے ایک عقیدت پیش کی اور سخت سے سخت دل بھی اس پر روئے، اسی طرح اس اسمبلی میں بیٹھ کر، آپ ہماری بہنیں ہیں، جو بھی بات ہو، بھائی بھی، ایک بڑے نرم لہجے میں اور بڑے اچھے طریقے سے بات کی جائے اور گورنمنٹ کو بھی مشکلات سے نکالا جائے اور اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں حصہ ہیں، ایک دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتے لیکن سب ہم مل کے اس میں سب سے جو بڑی بات ہے، دہشت گردی کا کچھ سدباب ڈھونڈیں کہ کب تک ہم یہ لاشیں اٹھاتے رہیں گے، جنازے کرتے رہیں گے اور یہ چراغاں کرتے رہیں گے؟ شکریہ جناب سپیکر، آپ نے مجھے موقع دیا۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: شکریہ جناب۔ مفتی جانان صاحب، پلیز۔

<u>مفتی سید جانان</u>: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

ے وما کان قیس امرئ قد هلک ولا کنه بنیان قوم قد هد مو

ے خطا خطا کښې مې رسا وژنی نن مې په خپلو لاسو اشنا وژنی
پرون د خپلې حجرې خان وژلم نن مې هر څوک په برملا وژنی

جناب سپیکر صاحب! یقینی طور باندې ما سره هغه الفاظ نشته دی چې هغې الفاظو سره زه د اسرارالله خان ګنډاپور روح ته تسکین ورسوم او هغه خبرې وکړم چې د هغه خاندان وربانډې راضی شی۔ جناب سپیکر صاحب، امراءلقیس، دا علما ئے پیژنی، زمانه د جاهلیت یو شاعر دے، مضبوط شاعر دے۔ هغه چې کله وفات شو نو د هغې باره کښې چا دا وئیلی وو چې "وما کان قیس امرئ قد هلک دا امرالقیس دا یو سړے نه دے چې مړ وی۔ دا اسرار خان دا یو سړې نه وو، چې دا نن نشته دے۔ " ولا کنه بنیان قوم قد هدمو" هغه د قوم یو مضبوط بنیاد وو،

هغه نن نشته، هغه دغه اسرار خان وو۔ جناب سپیکر صاحب! یوه اسمبلئ کښې چې وزیر قانون، خالق د قانون نه دے خو محافظ د قانون دے، هغه پخپله باندې نن د لا قانونیت شکار دے او دغه ځائې کښې نشته جناب سپیکر صاحب، او زه به ډیر افسوس سره جناب سپیکر صاحب، دا خبره وکړم چې دغه صوبې نه ډیر ښه ښه خلق لاړل، تیرې اسمبلئ کښې مونږ نه ډیر ښه خلق لاړ دی او دغې اسمبلئ کښې څلور میاشتې نه کیږی درې شهیدان دغې اسمبلئ نه ووتل، الله د خیر وکړی چې راتلونکی وخت کښې به څه کیږی؟ جناب سپیکر صاحب، او بیا په دغه خبرې باندې هم ډیر افسوس چې د دغې کیبنټ د یو منسټر صاحب دا الفاظ دی، هغه دا وائی چې *اسرار اللہ گنڈاپور کو ہم نے اس وجہ سے سیکورٹی فراہم نہیں کی تھی کہ ہم چونکہ وی آئی پی کلچر کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں*، جناب سپیکر صاحب! د دغې کیبنټ ممبر د یو منسټر بیان دے، زه به ډیر افسوس سره دا خبره وکړم که چرې نن هم جناب سپیکر صاحب، زه او زما دغه ملګری د حالاتو تدارک نه کوی، والله بالله داسې وخت به راځی چې مونږ به نورې جنازې هم وچتوؤ، داسې وخت به راځی چې دغه اسمبلئ نه به نور شهیدان هم وځی۔ جناب سپیکر صاحب! د حالاتو تدارک کول، دا د اوښیار سړی کار دے، که چرې مونږ وایو چې مونږ د حالاتو تدارک نه کوؤ جناب سپیکر صاحب! مونږ به هم دغه شان قتل کیږو او مونږ به هم دغه شان مړیږو۔ جناب سپیکر صاحب! امام ابی یوسف صاحب، دنیا کښې چې څومره چلیږی قضا نن چلیږی که مغربی دنیا کښې چلیږی او که مسلمانانو کښې چلیږی، دا د هغه د قوانینو لاندې چلیږی۔ هغه امام ابو حنیفه صاحب نه په بغداد کښې دیرشو کالو نه زیات علم وکړلو، بیا روان دے سامان ئے وتړلو تللو، امام ابو حنیفه صاحب یو شاګرد ته وائی اینما یوسف؟ابی یوسف څه شو؟ ورته ئے اووئیل چې هغه خو لاړلو۔ ورته ئے اووئیل چې هغه راواپس کړه، راووئے غواړه۔ امام صاحب مخې ته کښینولو، ورته ئے اووئیل چې اے ابی یوسف! تا علم زده کړو، تا علم حاصل کړلو خو تا سره تجربه نشته دے، ته ما سره دلته کښینه تجربه ایزده کړه، هغې نه بعد ته علاقې ته لاړ شه او خدمت وکړه۔ بیا "الاشباه و النظائر" بهتر(72) وصیتونه ئے ورته لیکلی دی، هغه کتاب کښې دی۔ جناب سپیکر

صاحب، زما دغې منسټرانو ته دا ګزارش وی چې منسټران خو جوړ یئ خو چې بیا خو زمونږ په خپلو خبرو کښې تضاد خو نه وی۔ جناب سپیکر صاحب! هغه څنګه خله به وی چې د اسرار الله په شهادت باندې به هغه دا خبره کوی چې زه وی آئی پی کلچر ختموم؟ جناب سپیکر صاحب، که د حالاتو تدارک ونکړو، غلط فهمئ کښې پراته یو، تاریخ به مونږ نه معاف کوی۔ جناب سپیکر صاحب! زه دا اخری خبره کوم بیا ختموم، د ویتنام یو مؤرخ لیکی، مونږ هم نن دې خوش فهمئ کښې پراته یو چې زه د غه حالاتو نه بچ شم، زما دې بل ورور سره نن جنګ دے، زه د غه حالاتو نه بچ شم، نن هغه کرسئ سره جنګ دے، زه د دغو حالاتو نه بچ شم، نن دغه کرسئ سره جنګ دے جناب سپیکر صاحب، د ویتنام یو مؤرخ لیکی چې کله د ویتنام جنګ شروع شو، ما وئیل چې پریږده دې بلې قبیلې سره ئے جنګ دے زه خو بچ یم، هیڅ هم ئے اونه وئیل، هغه قبیله لاړه تباه شوه، بیا مو اووئیل چې دې بلې قبیلې سره ئے جنګ دے زه هیڅ هم نه وایم، هغه قبیله تباه شوله۔ اخر کښې ما اووئیل چې یهودو سره ئے جنګ دے زه څه نه وایم، زما قبیله محفوظه ده، اخر کښې داسې وخت راغلو چې په ما باندې د ویتنام جنګ شروع شو او آوازونه مو کول، دنیا بیا زما آواز نه اوریدلو۔ جناب سپیکر صاحب! زه ډیر معذرت سره دا وایم، مونږ غلط فهمئ کښې پراته یو، نن چې مونږ کوم خلق خپل دشمنان ګڼو، هغه خلق زمونږ دشمنان نه دی، مونږ غلط فهمئ کښې پراته یو۔ جناب سپیکر صاحب، دا لویه د حیرانتیا خبره ده، پیښنور کښې تیرو ورځو کښې، دوه ورځې مخکښې پولیس چهاپه وهی، داسې کور نیسی، داسې فلیټ نیسی چې هغې کښې شل ټیلیفونونه لګیدلی دی، هغې سره د ټولې دنیا رابطه کیږی او پولیس والا وائی چې څه کسان مونږ نه تښتیدلی دی، مونږ کسان نه دی ګرفتار کړی۔ جناب سپیکر صاحب، په لینک روډ باندې پولیس والا شهیدان شو، پکار دا ده چې هغه چوکئ مضبوطه کړو، وزیر اعلیٰ صاحب اعلان کوی چې دا چوکئ مکملې طریقې سره ختمه ده جناب سپیکر صاحب، او د دې نه لویه د افسوس خبره نن جناب سپیکر صاحب! دوه پنځوسمه ورځ ده چې اے پی سی شوې ده او اوسه پورې هم هغه شان خبرې پرتې دی۔ جناب سپیکر صاحب! دا مونږ او تاسو که حکومت وی او که په اپوزیشن کښې یو، دا اسرار الله ګنډاپور نن نشته دے

خو زه دا نه وایم که دا د بلې صوبې وزیر وے ، تا به بیا خلق لیدلی وو، تا به بیا وزیر اعلیٰ لیدلے وو، تا به بیا گورنر لیدلے وو، تا به بیا سپیکر لیدلے وو، تا به اپوزیشن او حکومت لیدلے وو خو جناب سپیکر صاحب! مونږ مړیږو، زمونږ وینې ارزانې دی، څوک زمونږ تپوس نه کوی، زمونږ قدر نشته دے ، هیڅوک په مونږ باندې نه ژاړی۔ زه جناب سپیکر صاحب، په دغه فلور نن اعلان کوم چې زه خپل ځان، مونږ دا صوبه اور کښې سوزو، زه خپل ځان د نن نه بعد مذاکراتو ته پیش کوم، که څوک ما میران شاه ته بوځی زه میران شاه ته ځم، که څوک ما د دنیا کوم ځائې ته بوځی زه ځم، دغې مذاکراتو کښې زه حصه اخلم۔ راځئ چې ټول ممبران یو شو، دا عزم وکړو چې دا مذاکرات به شروع کوؤ۔ دوه پنځوس ورځې وشولې، د کشمیر مسئله ده مذاکرات نه کیږی۔ قومی لیډران د دغې صوبائی اسمبلئ د ممبرانو په قتل باندې ولې خاموش دی؟ جناب سپیکر صاحب! زه اخر کښې په دغې خبرو باندې دا خپل تقریر ختموم چې که د حالاتو تدارک مو ونکړو جناب سپیکر صاحب، مړه یو نور به هم مړه کیږو، شهیدان شوی یو نور به شهیدان کیږو، تیرې اسمبلئ کښې څه کم دیارلس کسان دغې اسمبلئ نه لاړ دی او څلور میاشتې وشولې درې ملگری زمونږ شهیدان دی۔ زما په اخر کښې به دا گزارش وی چې نن نه بعد که مرکز خبرې نه کوی، رځئ مونږ به د صوبې په لیول باندې خبرې وکړو۔ سینیئر منسټر سراج الحق صاحب ناست دے چې څوک مونږ سره مذاکرات کول غواړی، د دوست او د دشمن پته به ولگی۔

وآخِرُالدَعْوَانا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سردار حسین بابک، پلیز۔

جناب سردار حسین: شکریه سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، نننے اجلاس څنگه چې زما نه مخکښې زما ملگرو هم خبره وکړه او حقیقت هم دا دے چې ما ته مخامخ په کوم سیټونو نن گلونه هم پراته دی او شمعې هم پرې بلیږی، ان کی سیاسی اور پارلیمانی کردار کا میرے خیال میں بڑے اچھے انداز میں مجھ سے پہلے میرے ساتھیوں نے اس پہ روشنی ڈالی ہے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اسرار خان ایک پارٹی کے نمائندے نہیں تھے، وہ اس صوبے کی پارلیمانی سیاست کے ایک اثاثہ تھے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ بد قسمتی سے، انتہائی بد قسمتی سے یہ جو صوبہ ہے، ایک جوان، ایک

نڈر، اپنے کام پر کمانڈ رکھنے والے ایک Committed اور انتہائی Hardworking parliamentarian تھے اور یہ صوبہ اسرار اللہ جیسے شخصیت سے محروم رہ گیا ہے اور اگر آج ہم اسرار اللہ خان، پچھلے پانچ سال بھی وہ یہاں پر رہے تھے، اپوزیشن میں تھے اور مجھے یاد ہے کہ وہ انتہائی کمٹمنٹ کے ساتھ اپنا جو پارلیمانی کام تھا اس کا، وہ سرانجام دے رہے تھے اور میں تو اس کو اس لئے بھی نہیں بھول سکتا ہوں کہ جب میں ایجوکیشن منسٹر تھا اور وہ یہاں پہ اپوزیشن کا کردار ادا کرتے تھے تو ہم جب بھی ملتے تھے تو اپنے دور حکومت میں میں ویسے ہی اس کو کہتا تھا، جب میں اس سے سلام دعا کرتا تھا تو میں اسرار خان کو کہتا تھا کہ آپ ان شاء اللہ آئندہ حکومت میں وزیر ہونگے اور یہ عجیب اتفاق تھا کہ جب وہ وزیر بن گئے اور میں نے ان کو مبارکباد دی تو اس نے مجھے کہا تھا کہ آپ بزرگ تو نہیں تھے؟ حقیقتاً اگر دیکھا جائے پچھلے پانچ سال میں اسی اسمبلی کی بزنس میں اس نے اپنا جو حصہ ڈالا تھا یا اپنا جو کردار ادا کرتا تھا، انتہائی قابل ستائش، اور اگر دیکھا جائے سپیکر صاحب، اسرار خان ایک ایسے سیاسی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے کہ ان کے مزاج میں اور ان کے گھرانے کے مزاج میں بہت بڑا فرق تھا۔ اسرار خان اپنے کام کو سمجھتے تھے اور اسرار خان صرف اپنے کام کو سمجھتے نہیں تھے، وہ جب بھی اسمبلی میں آتے تھے تو وہ تیاری کر کے آتے تھے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کی تاریخ میں بہت کم مثالیں ایسی کوئی ہوئی ہونگی کہ بندہ تیاری کر کے یہاں پر آئے اور پھر عجیب المیہ یہ بھی رہا کہ اگر دیکھا جائے، Militancy کے اس سارے دور میں، مجھے یاد ہے اور یہ شاہ صاحب اسی بات کے گواہ ہیں کہ جب Last session میں اسرار خان یہاں پر آئے اور ہم تینوں یہاں پر بات کر رہے تھے وہ مجھے یہ بتانے کی کوشش کر رہے تھے کہ چونکہ یہ جو Militants ہیں، انکا پتہ نہیں چل رہا ہے اور وہ مجھے یہ Convey کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ عوامی نیشنل پارٹی کے جو سارے لوگ ہیں، آپ لوگ بڑے بولتے ہیں، بڑے ڈائریکٹ آپ بولتے ہیں، تو وہ ادھر اسی لئے آئے تھے کہ مجھے کہہ رہے تھے کہ ذرا بولنا اگر اس سائڈ پہ کم ہو جائے اور ساتھ وہ یہ بھی کہہ گئے کہ یہ میری کم از کم رائے ہے کہ آپ لوگوں نے بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے، لہذا اب نہ مجھے پتہ تھا اور نہ ان کو پتہ تھا کہ جس انسان نے پچھلے پانچ سال میں بھی اور یہ موجودہ جو اسمبلی ہے، اسی کے اندر میں نہیں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی اس موضوع پر بات بھی کی ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کیلئے ایک میسج ہے کہ وہ لوگ جو ہمیں مار رہے ہیں، وہ یہ نہیں دیکھ

رہے ہیں کہ کوئی ان کے خلاف بول رہا ہے اور کوئی ان کے خلاف نہیں بول رہا ہے، یہ تو ساری پولیٹکل پارٹیز کیلئے اور یہاں اس صوبے کے اور اسی خطے کے سارے پولٹیکل سٹیک ہولڈرز کیلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی کلیئر کٹ میسج ہے کہ وہ لوگ خاموش ہو جاتے ہیں، اپنی منصوبہ بندی اور صف بندی کر لیتے ہیں اور آ کے پھر ایک واردات کر لیتے ہیں اور ہمیں پھر آپس میں، ہم میں ایک نفاق ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم میں سے پھر کوئی کہتا ہے کہ انہوں نے تو ذمہ داری قبول نہیں کی اور ہم میں سے پھر کوئی یہی کہتا ہے کہ مرکزی حکومت ہماری لاشوں کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور ہم میں سے پھر یہی لوگ اسی چیز کے باوجود کہ روزانہ کی بنیاد پر ہم لاشیں اٹھا رہے ہیں اور ہم میں سے پھر لوگ کہہ رہے ہیں کہ نہیں مذاکرات کے بغیر تو اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ وہ لوگ متفق ہیں، وہ لوگ تو آئین کے ماننے سے انکاری ہیں، وہ متفق ہیں، وہ لوگ جنہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ یہاں کی آواز کے لوگوں کو اور یہاں کی سوجھ بوجھ کے لوگوں کو چھوڑنا نہیں ہے، وہ تو متفق ہیں اور ہمارے اندر اتفاق نہیں ہے، ہم ایک دوسرے پر الزامات لگا رہے ہیں اور اس موقع کی مناسبت سے کوئی ایسی بات نہیں کرونگا لیکن ہم میں سے ہر انسان جو اس سیٹ کو دیکھتا ہے تو کیا ان ظالموں کو ہم معاف کر سکتے ہیں؟ کیا وہ ظالم لوگ قابل معافی ہیں جو چن چن کے، چن چن کے ہمیں مار رہے ہیں؟ اس اسمبلی کا تو اتنا عرصہ بھی نہیں گزرا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ تین شہادتیں ہمیں ملی ہیں اور اللہ خیر کرے کہ آگے جاتے ہوئے ہمیں نہیں پتہ کہ ہم میں سے کون شہید ہو گا اور کون پھر اس سٹیج پر آئے گا کہ ہماری سیٹوں پر اس طرح کے گلدستے پڑے ہونگے اور گلدستوں کے سامنے ہماری تصاویر جو ہیں، وہ پڑی رہیں گی؟ میں صوبائی حکومت پر الزام لگانا نہیں چاہ رہا لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا صوبائی حکومت کی صرف یہی ذمہ داری ہے کہ وہ مرکز سے مطالبہ کرے کہ وہ مذاکرات شروع کرے؟ صوبائی حکومت کی صرف یہی ذمہ داری ہے کہ وہ مرکزی حکومت کو یاد دلائے کہ آپ لوگ مذاکرات کیوں شروع نہیں کر رہے ہیں؟ لاشیں تو ہماری گر رہی ہیں، لاشیں تو ہم اٹھا رہے ہیں، شہداء کی لسٹ تو ہماری بڑھ رہی ہے، کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ صوبائی حکومت کی کیا ذمہ داری ہے؟ یہی انکی ذمہ داری ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر ہمارے چیف ایگزیکٹیو اعلان کرینگے کہ آج اس صوبے کے لوگوں کو جیلوں میں ڈالونگا، صرف یہی ذمہ داری ہے انکی کہ افسران تیار رہیں سرزنش کیلئے، کیا صوبائی حکومت کی یہی ذمہ داری بنتی ہے؟ پھر میں نے تین

مہینوں میں یانوے دنوں میں انقلاب لانا ہے، کس کیلئے آپ یہاں پر انقلاب لا رہے ہو، کس کیلئے تبدیلی لا رہے ہو؟ جب آپ اپنے وزیر کو، اپنے ممبران کو تحفظ نہیں دے سکتے ہو تو پھر یہاں پر انقلاب اور بدلون کی جو باتیں ہیں، وہ تصور ہے وہ عمل نہیں ہے، وہ حقیقت نہیں ہے۔ سپیکر صاحب، میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت کو ایک Clear cut strategy اور مؤقف کے ساتھ سامنے آنا چاہیئے۔ آج دیکھیں کراچی میں، جب وہاں پر ایک Political will موجود ہے، میں نے تو کبھی سندھ حکومت کی طرف سے یہ نہیں سنا اور یہ نہیں پڑھا اخبارات میں کہ وہ لوگ مرکز پر سارا بوجھ ڈال رہے ہیں یا ذمہ داری ڈال رہے ہیں، وہاں پر ایک Political will ہے، وہاں پر ایک سیاسی حکومت موجود ہے، وہاں پر سیاسی حکومت نے وہ Ownership لی ہے، ہم سب کے سامنے ہے کہ کراچی کو وہ ایک مہینے میں کس حد تک لے گئے ہیں اور وہ چھوڑ نہیں رہے ہیں۔ اگر یہ بات کسی کے ذہن میں ہو کہ وہ کسی کو معاف کر رہے ہیں، وہ کسی کو معاف کرنے والے نہیں ہیں، انہوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ ساری دنیا میں خلافت لانے والے ہیں اور ہم دنیا کا حصہ ہیں، ابتداء ہم سے ہے یا یہ تو وہ بد قسمت زمین ہے، یہ وہ بد قسمت مٹی ہے کہ یہاں پر انکے وہ وکیل موجود ہیں، یہاں پر ان کے مخبر موجود ہیں، یہاں پر انکے ساتھی موجود ہیں اسی لئے ان کو آسانی ہو رہی ہے

سپیکر صاحب او سپیکر صاحب، زه بله خبره کوم، دا داسې موقع ده چې که نن صوبائی حکومت په مرکزی حکومت باندې دا الزام لګوی چې هغوی تماشه کوی نو زه نن فلور آف دی هاؤس باندې دا خبره کوم چې زه دې سره اتفاق کوم چې مرکزی حکومت زمونږ د دې صوبې د شهیدانو تماشه کوی خو ما سره به صوبائی حکومت دا خبره منی چې صوبائی حکومت ورته مونږ د لاسو پښو نه تړلی یو او راځی او هغه خلق روزانه بنیاد باندې زمونږ پولیس هم وژنی، زمونږ سیاسی خلق هم وژنی او زمونږ عام خلق هم وژنی۔ عجیبه مؤقف چې دے هغه صوبائی حکومت خپل کړے دے، دلته خو مونږ میندیټ ورکړو او د صوبائی حکومت د نااتفاقئ لویه نخښه چې ده چې د قومی وطن پارټئ یو ممبر نن دلته موجود نه دے، دا هم د نوټس خبره ده نو چې کله زما د صوبې اتحادیان په یو Page باندې نه دی، هغوی دومره د فراخدلئ مظاهره نه کوی، د هغوی په Priorities کښې دلته د بدامنئ مسئله شامله نه ده، د هغوی یو کلیئر کټ سټینډ

نشته او سپیکرصاحب! لا دا ئے څه کوئ چې اوس خو په پېښور کښې په جماتونو کښې کهلاؤ هغه خلق اعلان کوی، کهولاؤ، وائی مونږ له چندې راکړئ، مونږ په دنیا کښې خلافت راولو نو نن زه دا تپوس هم د صوبائی حکومت نه کوم چې څه شوې ستاسو هغه انټلی جنس ادارې چې تاسو له رپورټ درکړی چې هغه خلق نن دومره Encourage شو چې هغوی راځی او د ورځې رڼا دلته نه ډاکټران هم وچتوی او دلته نه خلق وچتوی او دلته په چوکونو باندې راځی؟ دله زاک روډ باندې کهلاؤ راغلل، مابنام او پیریان ماماګان خو نه دی، انسانان دی، هغوی خو څه د وسپنو نه نه دی جوړ، که زمونږ په سینو کښې ګولئ ځی آیا د هغوی په سینو کښې ګولئ نه ځی؟ زه که نن د خپل حکومت خبره وکړم نو زه دا نه وایم چې زما په حکومت کښې دا صورتحال نه وو خو زما په حکومت کښې او په دې حکومت کښې په واضحه توګه باندې فرق دا دے چې ټهیک ټهاک ورته په ډاګه ولاړ وو، مونږ د هغه ظالمانو وکالت نه دے کړے، مونږ د هغه ظالمانو دلالت نه دے کړے، مونږ دلته د خپلې صوبې د خلقو سره ولاړ وو، په جار ورسره ولاړ وو، د داسې شهیدانو قاتلانو ته مو په ډاګه قاتلان وئیل او داسې په زرګونو خلق چې دلته شهیدان شوی دی، هغه ظالمانو ته مونږ برملا او په ډاګه ظالمان هم وئیل او نن هم ورته وایو۔ قاتلان مو هم ورته وئیل او نن هم ورته وایو او دا ډیره لویه او څه عجیبه خبره ده سپیکرصاحب، خلقو زما د صوبې د بدامنئ مسئله د ډرون سره مشروط کړې ده، ډرون زما په قبائلی سیمه کښې غورزیږی، مونږ ټول ئے مذمت کوؤ خو مونږ نن دا تپوس کوؤ چې دا کوم Suicide bomber راغے او اسرارخان له ئے سینه ورکړه او هغه ئے شهید کړو، آیا مونږ له به خدائے پاک دا هم همت راکوی چې د هغه Suicide bombers چې کوم نن په ښکاره توګه باندې په دې قبائلی سیمه کښې پراته دی، د هغوی اډې دی۔۔۔۔

(مغرب کی اذان)

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز کا وقفہ ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کیلئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دومنٹ کیلئے گھنٹی بجائی جائے کورم پورا کرنے۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

(کورم پورا ہوتے ہی ایوان کی کارروائی شروع کردی گئی)

جناب یوسف ایوب خان (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یوسف ایوب صاحب پلیز۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر، یہ ہمارے صحافی بھائیوں نے آج بائیکاٹ کیا ہوا ہے گو کہ ہم نے کافی کوشش کی تھی کہ پولیس کو بلا کر اور ان کی آپس میں کوئی مذاکرات کر سکیں، پولیس کے افسران ایک بہت ضروری سیکورٹی میٹنگ کی وجہ سے لیٹ ہو گئے لیکن اب وہ آئے ہیں اور وہ ساری تفصیل کا ہم نے پتہ کیا ہے۔ یہ آج صبح آپریشن ہوا ہے جس میں پولیس نے فرنٹیئر کور کو Assist کیا ہے اور ان گھروں پر آپریشن ہوا ہے جو کرایہ دار تھے اور حکومت کی ہدایت کے مطابق جو Tenants تھے، انہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو متعلقہ تھانوں میں رجسٹرڈ نہیں کروایا ہوا تھا۔ حالات ایسے بنے ہوئے ہیں کہ آج کل Sensitive قسم کے حالات ہیں، نازک قسم کے حالات ہیں، تو فرنٹیئر کور کا آپریشن تھا، ساتھ پولیس ان کو Assist کر رہی تھی اور صرف اور صرف Tenants جو پشاور سے باہر کے لوگ آئے ہوئے ہیں اور کرایوں پر رہ رہے ہیں، ان پر پولیس نے Raid کیا ہے، ایک ہمارا نوجوان صحافی بھائی کو بھی اس میں لے کر گئی ہے اور سی سی پی او نے خود آ کر ادھر اسمبلی کے باہر ہمارا سیشن شروع ہونے سے پہلے معذرت بھی کی ہے کہ ظاہر ہے وہ بے گناہ تھا اور اس کو Release کر دیا گیا ہے اور ہم نے پولیس کو ہدایت کر دی ہے کہ ایک Impartial inquiry کرائی جائے اور اگر کسی صحافی کے ساتھ واقعی زیادتی ہوئی ہے تو اس پولیس اہلکار کے خلاف جو ڈیپارٹمنٹل انکوائری ہے، Suspension ہے یا جو ایکشن آپ لیتے ہیں، وہ آپ ضرور لیں، تو ابھی یہ ہے، تو وہ نہیں ہیں، ان کو ہم نے کافی کوشش کی تھی کہ ادھر رو کیں اور ہم ان کو تفصیل بتا سکیں لیکن وہ غصے میں آج چلے گئے ہیں لیکن میں آن دی فلور آف دی ہاؤس یہ ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں، کسی نہ کسی ذرائع سے ان کو پتہ چل جائے گا کہ Impartial inquiry بھی ہو گی اور یہ صرف پولیس کا آپریشن نہیں

تھا، یہ ساتھ فرنٹیئر کور تھی جس کی وجہ سے یہ آپریشن ہوا ہے اور صرف Tenants جو باہر سے لوگ آئے ہوئے ہیں، ان کے گھروں میں ہوا ہے۔ میری درخواست بھی یہ ہوگی اور نگہت صاحبہ نہیں ہیں، میرا خیال ہے ابھی ان سے بات ہو رہی تھی اور ہمارے انفارمیشن منسٹر بھی نہیں ہیں کہ لوگوں کو Awareness پیدا کرنے کیلئے انفارمیشن منسٹر کو ایک پریس کانفرنس بھی کرنی چاہیئے، جن لوگوں کو یہ نہیں پتہ اور وہ Tenants ہیں یا Landlords نے ابھی تک اپنے Tenants کو تھانوں میں رجسٹرڈ نہیں کروایا تو آج کل کے حالات کے مطابق وہ In public interest کم از کم اپنے Tenants کو متعلقہ تھانوں میں رجسٹرڈ ضرور کرائیں۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جناب۔ سردار حسین بابک، پلیز۔

جناب فریڈرک عظیم: سر، ایک منٹ، ایک منٹ اس حوالے سے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فریڈرک عظیم صاحب۔

جناب فریڈرک عظیم: سر، وہ تو ٹھیک ہے، وہ لوگ ادھر رہ رہے تھے، ان کے ساتھ اگر زیادتی، لیکن میرا ایک جاوید مسیح جو وہاں پر وہ کام کر رہا تھا، اس کو بھی وہ، اس کو کس چیز کی سزا دی گئی؟ اس کو بھی بند کیا گیا، اس کو مارا پیٹا گیا، بعد میں اسکی ہم نے ضمانت کرائی۔ سر، وہ تو کوئی وہاں رہتا تو نہیں تھا، اس کو بھی انہوں نے، پولیس نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار حسین بابک، پلیز۔

جناب سردار حسین: شکریه، سپیکر صاحب۔ ما سپیکر صاحب، کافی حده پورې خپله خبره وکړه او زما یقین دا دے چې حکومت به هغه خبرې نوټ کړې هم وی۔ زه د دې سره یو خبره بله کول غواړم او هغه دا چې اکثر مونږ اورو چې بعضې خلق دا خبره کوی چې نهه کاله مونږ جنګ وکړو، نهه کاله نو وائی مونږ ته څه حاصل شو؟ زه صرف هغه خلقو ته دا وئیل غواړم چې جنګ یوه ورځ هم نه دے شوے، یوه ورځ، دا خو دفاع شوې ده، خپله دفاع شوې ده، خپل تحفظ شوے دے او زما یقین دا دے چې د دې نه خو هیڅوک انکار نشی کولے چې که د مذاکراتو خبره وه نو دا زمونږ د حکومت ابتداء چې ده په دې وطن کښې د مذاکراتو یا د خبرو اترو دا ابتداء چې ده، دا زمونږ حکومت کړې وه او مونږ نن هم دا خبره کوؤ

چې جنګ چې دے دا بذات خود یوه ډیره لویه مسئله ده، بلکه جنګ بذات خود یوه مسئله ده نو چې جنګ پخپله یو مسئله ده، جنګ د مسئلو حل چې دے هغه نشی کیدے خو سپیکرصاحب، زمونږ بې حسئ ته وګوره چې یا خو دا چې دا خلق بیا د مصلحت ښکار دی او یا دا چې دا خلق یریږی او زه خو نن فلور آف دی هاؤس باندې دغه قوتونو نه هم دا سوال کوم او دا پوښتنه کوم او دا تپوس کوم چې چا دا حکومت ورکړے دے، آیا دا ئے د دې غرض د پاره ورکړے وو چې په دې صوبه کښې د د عامو خلقو، په دې صوبه کښې د د سیکورټی فورسز مورال دومره ډاؤن شی چې هغه خلق د دومره Encourage شی، دومره Encourage چې زه که د دې حکومت ورځې وشمارم او که دې حکومت کښې بیا واردات او واقعات وشمارم نو د دې حکومت د ورځو نه د دې حکومت واردات او واقعات چې دی، هغه سیوا دی۔ سپیکرصاحب، مونږ په دې مسئله باید چې زه بیا دا خپل Repeat کوم چې مونږ یواځې دا خبره حکومت ته نه پریږدو خو حیران په دې یو چې د دوئ دا خاموشی، د دوئ دا سترګې پټول، د دوئ دې مسئلې ته اهمیت نه ورکول، زه نه پوهیږم چې دا دوئ د کوم وطن نمائندګی کوی، دا دوئ د کوم قام نمائندګی کوئ؟ او یو خبرې رټ ئے ایزده کړے دے، د یوې خبرې رټ ئے ایزده کړے دے، که نن په پیښور کښې سل جنازې هم وچتې شی نو بیا به هم دا خبره کوی، وائی چې د دې مسئلې حل چې دے دا په مذاکراتو کښې دے او بل طرف ته پکښې بیا دا خبره کوی چې په دې خاوره کښې دننه د هغې خلقو دفتر پکار دے دفتر۔ سپیکرصاحب! که دا مصلحت نه دے او دا یره نه ده نو دا څه دی؟ آیا د حکومت مشینری دومره کمزورې ده، آیا ریاستی ادارې دومره کمزورې دی؟ زمونږ په دې ټوله دنیا کښې خو نن د سری لنکا مثال مونږ اخستے شو چې هلته باغیان دی او سپیکرصاحب، سری لنکا به پریږدو، په دې خپل ګاونډ کښې به دې انډیا ته وګورو، دې هندوستان ته چې یو بلین خلق هلته پاتی کیږی، یو بلین خلق، هلته خو دا ماحول نه دے کوم ماحول چې دلته دے۔ مونږ هرګز دلته پوائنټ سکورنګ نه کوؤ، Blame game نه کوؤ خو نن د دې صوبې ټولو خلقو ته دا خبره واضحه شوه او واضحه، هغه خلق چې کله هغوی په اقتدار کښې نه وو، په اپوزیشن کښې وو نو وزیرستان ته په جلوسونو کښې تلل، وئیل مونږ دې ټولې

دنیا ته دا خبره ثابته وو چې دا پرامن علاقه ده او نن هغه وخت راغے چې هغه خلق په اقتدار کښې راغلل نو د دې صوبې یو ښنکلے ځوان چې د هغوی په سیټ باندې نن ګلونه پراته دی، نن د دې صوبې چیف ایګزیکټیو سره دومره وخت نشته چې راشی او چې په تعزیت کښې کښینی او زمونږ دا درد واوری او خپل د دې درد یو څو لفظونه دې خپل ورور ته اووائی۔ دا په قول او په فعل کښې څومره تضاد دے ، دا نتیجه نن د دې خبرې دا ده چې دا صوبه چې ده او د دې صوبې هره دره چې ده، دا نن د وینو ډکه ده او مونږ دغسې تماشې کوؤ، درې درې ورځې به یو بل ته ژاړو، دغسې به راوړو ګلونه به ایږدو او بیا د دنیا رواج دے او د دنیا روایات دی، د دنیا نظام دے دا به روان وی۔ سپیکرصاحب، د دې خبرې نه صوبائی حکومت انکار نشی کولے چې دا د دوئ ذمه واری ده، یره چې دا خلق د خپله ذمه واری قبوله کړی او که دا خلق خپله ذمه داری قبولولو ته تیار نه وی نو بیا د د دې صوبې خلق واوری چې په دې صوبه کښې راج چې دے ، په دې صوبه کښې حکومت چې دے ، په دې صوبه کښې Writ چې دے ، هغه د دهشت ګردو دے او د خپل ځان حفاظت د پخپله وکړی او روزانه بنیاد باندې کله د پولیس جنازې وچتوئ او کله د سیاسی خلقو جنازې وچتوئ او کله د بیګناه خلقو جنازې وچتوئ۔ سپیکرصاحب، حکومت یوائځې د اختیار نوم نه دے ، حکومت د ذمه دارئ نوم هم دے ، زمونږ وروڼه اختیار ته خوشحاله دی چې ډیر لوئې اختیار ورسره راغلے دے او مونږ ورله مبارکی هم ورکړې ده خو د دوئ نه دا خبره هیره ده چې د دوئ څه ذمه داری هم شته او دوئ د هغه خپلې ذمه دارئ نه سترګې پټې کړې دی او نن د دې صوبې دا انجام دے۔ سپیکر صاحب! زمونږ به مشوره او تجویز حکومت ته دا وی چې دا یوائځې په دې نه کیږی چې د مخلوط حکومت یو سیاسی جماعت به راپاڅی او هغه به اے پی سی رابلی، حکومت اعلان هم کړے وو، وائی مونږ آل پارټیز کانفرنس چې دے ، هغه کوؤ په دې مسئله باندې، بیا مونږ ته پته نشته چې هغه آل پارټیز کانفرنس چې وو، هغه د کومو وجوهاتو په بنیاد باندې دوئ ملتوی کړو ؟ زمونږ به حکومت ته دا خواست وی د اپوزیشن د طرف نه چې را ډاګې ته شئ آل پارټیز کانفرنس که تاسو راغواړئ، که د دې صوبې لویه جرګه راغواړئ، مونږ

تاسو سره یو، دا مسئله یوائې ستاسو مسئله نه ده، دا قامی مسئله ده، مونږ هم قامی نمائندګان یو، مونږ به دوه قدمه مخکښې د دې مسئلې د حل د پاره تاسو نه ځو خو راپاڅئ او دا خپله ذمه واری چې ده، دا ذمه واری قبوله کړئ او ما پکښې لا سپیکر صاحب! نن یو نوې خبره واوریده، د حکومتی ډلې یو مرکزی لیډر نن دا خبره کړې ده چې راروان وخت چې دے، دا د طالبانو دے، د دې مطلب دا دے چې د طالبانو وخت راروان دے او طالبانو خپل خلق دې صوبې ته راوستی دی چې لار ورته هواره کړی، لار ورته هواره کړی او دا ډیر ذمه واره انسان نن دا بیان ورکړے دے۔ آیا دا زمونږ حوصلې غورزوی، آیا دا د دې صوبې خلقو ته دا میسج ورکوی چې حکومت خو اوده دے، حکومت خو ملاست دے، حکومت خو غافله دے، حکومت خو خپله ذمه واری نه قبلوی خو قام ته هم دا میسج ورکوی چې تاسو ورته هم اوده شئ چې په اسانه راشی او دلته ورته Legal cover ملاؤ شی۔ سپیکرصاحب، د دومره ذمه وارو، د دومره واکدارانو خلقو د طرف نه دومره غیر ذمه واره بیان چې دے، دا د قام سره غداری ده، دا د دې صوبې سره لویه ناانصافی ده۔ مونږ به د هغه خلقو نه هم دا طمع کوؤ چې نوره غیر ذمه واری چې ده، دا مه کوئ۔ پینځه میاشتې وشوې، پینځه میاشتې سپیکرصاحب! مونږ په دې خبره نه پوهیږو چې روزانه بنیاد باندې، روزانه بنیاد باندې به نوې خبره اورې او د دوئ دا خیال دے چې ګنې دا خلق چې دے، دا عوام چې دے، دا بیوقوف دے، د دوئ دا خیال دے چې راشه په دې طریقه باندې د خلقو په سترګو کښې خاورې واچوه او د اصلی مسئلې نه د خلقو توجه چې ده هغه بل طرف ته راواړه وه خو نن د دې حکومت واکداران د په دې خبره ځان پوهه کړی چې د دې وطن د بچی بچی د پاره دا وخت چې دے، دا د مرګ او د ژوند خبره ده، د دې وطن د بچی بچی د پاره هره لحظه چې ده، دا ډیره لویه قیمتی په دې شکل هم ده چې نن هیڅوک دلته ځان محفوظه نه حسابوی او دا ئے لا څه کوې چې حکومت پکښې هغه بله ورځ نوټیفیکیشن کړے دے چې د دې صوبې د خلقو نه د بعضې اهم شخصیاتو نه هغه سیکورټی واپس واخلئ، زه دا ګڼم چې دا وخت د انتقام نه دے، دا وخت د انتظام دے، د انتظام۔ زما به دې حکومت ته هم دا خواست وی چې الله د وکړی چې نه زما وزیر ته د یو ګارډ

ضرورت وی او نه زما د دې وطن د یو سیاسی مشر ته د یو پولیس یا د یو ګارډ ضرورت وی خو دا وخت د انتظام دے ، لهذا زه حکومت ته دا هم تجویز ورکوم چې په وخت کښې فرق وکړی، دا وخت د انتقام نه دے ، دا وخت د انتظام دے ، پکار دا دے چې ټول یو بل له سینه ورکړو ، ټول یو بل له لاس ورکړو ، ټول یو بل ته اوږه کوزه کړو ، ټول یو بل له لار ورکړو او د دې مسئلې حل چې دے ، هغه په ډاګه رااوباسو۔ سپیکر صاحب، دا په دې هم نه کیږی چې دلته به یو تنظیم وائی زه خو د دې خبرې ذمه واری نه اخلم او بل تنظیم وائی زه ئے ذمه واری اخلم او صوبائی حکومت به په نا معلومه خلقو باندې ایف آئی آر کوی، په نا معلومه خلقو باندې، خلق په سینه لاس ډبوی وائی ما کړے دے دا کار، وائی زه ئے ذمه واری اخلم او صوبائی حکومت به ایف آئی آر د نامعلومه خلقو خلاف کوی۔ سپیکر صاحب، زما د صوبې چیف ایګزیکټیو دا خبره هم کوی چې که زما په مرکز کښې حکومت وو، ډرون به ما راغورزولے وے ، زه به ورته دعا کوم چې خدائے د ورله مرکز کښې هم حکومت ورکړی خو دا حال به د مرکز نه جوړ کړی لکه چې کوم حال د نن صوبې نه جوړ کړے دے خو چې په مرکز کښې د حکومت نشته نو په صوبه کښې خو د حکومت شته کنه، د صوبې نه دا 148 ناکې چې دی دا د ختمې کړې، 148 ناکې، اول به دغه غریبانان پولیس او فورسز ولاړ وو دومره یو Psychological یو نفسیاتی دباؤ به په هغه خلقو باندې وو چې کهلاؤ به نه راتلل اوس چې پینځه نیمې بجې شی، پینځه بجې شی د پیښور هر طرف ته محاصره وشی او د هر طرف نه پیښور ته دهشت ګرد راځی، که خلق ئے اغوا کړل، د خلقو نه ئے که بهته واخسته، که د خلقو ماشومان ئے وچت کړل، حکومت ته خو یو لفظ زده دے چې د مذاکراتو په لارې به د دې مسئلې حل رااوباسم۔ سپیکر صاحب، دا د نننۍ ورځې په مناسبت سره دا خبره ضرور کول غواړو، دا خبره ضرور کول غواړو چې نن د دې صوبې څومره پولیټیکل پارټۍ چې دی، څومره سیاسی جماعتونه چې دی، زه به بیا دا خبره کوم چې حکومت د په دیکښې پهل وکړی، یره د الله نه پکار ده، د الله نه، د الله نه علاوه یره د هیچا نه نه ده پکار او الله د ژوند د پاره او د مرګ د پاره یو ټائم متعین کړے دے ، لهذا دا د الله حکم دے چې کوم خلق ظالمان دی، هغه مظلومانو له چې الله څومره قوت

ورکړے دے، نن زه دا ګڼم چې زما صوبه دومره کمزورې نه ده، مونږ په هغه شکل کښې مظلومان نه یو، مونږ سره یو قوت شته، مونږ سره مشینری شته، مونږ سره وسائل شته، دلته Political will پکار دے، زه په ګارنټئ سره دا خبره کوم چې د چا همت نشی کیدے ان شاءالله چې دې پاکې خاورې ته راشی او دا سې پاک پاک خلق زمونږ نه د روزانه په بنیاد باندې شهیدان کړی سپیکر صاحب۔ سپیکرصاحب، زه خپلې خبرې د سائل صاحب په دې یو شعر باندې ختموم چې رحمت شاه سائل صاحب وائی او دا هغه ظالمانو ته منسوب کوم، چې رحمت شاه سائل وائی چې:

ے دا ترمې ترمې شونډې به مو تر نشی ملګرو
دا ترمې ترمې شونډې به مو تر نشی ملګرو
تر څو چې وی ساقی د دې جامونو څوکیدار

او بیا سائل صاحب مخکښې وائی چې:

ے سائله دا منم چې ستا شړئ شلول اسان دی
خو شال به پکښې بائیلی د شالونو څوکیدار

ډیره زیاته مهربانی، ډیره زیاته مننه او د زړه د کومی خپل هغه بنائسته، شین سترګی، تعلیم یافته ځوان، Committed او ډیر ښه پارلیمنټیرین ته د زړه د کومی دا سې ډالئ وړاندې کوم څنګه چې د هغه په سیټ باندې دا ګلونه پراته دی۔ سپیکر صاحب، ډیره مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سید محمد علی شاه باچاصاحب۔

سید محمد علی شاه: ډیره مهربانی، جناب سپیکر صاحب۔ زه خو سپیکر صاحب، اول د دې چې کوم اسرار خان باندې دهماکه شوې ده او هغه پکښې شهید شوے دے، د دې پرزور الفاظو سره مذمت کوم۔ جناب سپیکر صاحب! خبرې خدائے شته ډیرې زیاتې د اسرار خان په کردار هم وشوې، په امن و امان باندې هم وشوې، او دیکښې خدائے شته هیڅ شک نشته چې د اسرار شهید کردار که دې اسمبلئ کښې دننه وو او که د اسمبلئ نه بهر وو او بیا مونږ سره جناب سپیکر صاحب! تقریباً لس کاله یوځائې، تقریباً دا یوولسم کال دے چې مونږ یو څو ملګری یوولس کاله په دې اسمبلئ کښې یوځائې پاتې شو او د هغه دکه درد، زمونږ

ناسته پاسته بیا ډیره یوځائې وه او مونږ ډیر د نیزدې نه یو بل سره د ورونو په شان تعلق وو او دیکښې هم څه شک نشته جناب سپیکر صاحب چې یو بهترین پارلیمنتېرین سره سره خدائے ګواه دے چې یو بهترین انسان وو او پښتون انسان وو، یو نډر انسان وو، نن هغه زمونږ په دې اسمبلئ کښې زمونږ په مینځ کښې نشته، د هغه خدائے شته چې کوم کردار پاتې شوے وو، نه ئے د چا سره دشمنی وه، نه ئے د چا سره پوله پټے شریک وو، د هغه صرف او صرف یو ګناه وه چې د خپل قوم، د خپلې علاقې، د خپلې خاورې د دې صوبې ښه په ایماندارئ خدمت کړے دے خو زه نن د ډیر افسوس سره دا خبره کوم او هغه ظالمانو ته چې کوم نن اسرار خان شهید کړے دے، هغه ظالمانو ته د دې اسمبلئ په وساطت سره دا خبره کوم چې خدائے به مو تباه کوی او ان شاءالله تعالیٰ دا زما پوره پوره یقین دے، بحیثیت یو مسلمان چې بې ګناه انسان وژل، مسلمان وژل، زه وایم چې د هغوی به د جهنم اخرنی تل به ان شاءالله تعالیٰ ځائے وی که خیر وی۔ نن خدائے شته زما زړه ډیر څه غواړی او زړه مې ډک هم دے جناب سپیکر صاحب، خو دا د زړه نه درته دا خبره کوم چې د دې مسئلې، د دې خبرې تدارک به مونږ څنګه کوؤ جناب سپیکر صاحب؟ نن که صوبائی حکومت په فیډرل حکومت باندې دا بوجهـ اچوی چې یره دا د فیډرل ګورنمنټ کار دے، فیډرل ګورنمنټ رالګی او هغه د صوبې په حکومت باندې دا دغه وراچوی چې دا د صوبې مسئله ده، د دې حل کول، زه صرف د دې صوبې حکومت نه دا یو تپوس کول غواړم جناب سپیکر صاحب، نن څلور میاشتې وشوې، پینځه میاشتې وشوې د دې اسمبلئ او درې ایم پی ایز زمونږ شهیدان شو، چې کله نه اے پی سی شوې ده جناب سپیکر صاحب، د هغې نه پس څه دوه دوه نیم سوه کسان شهیدان شو، د دغه کسانو ذمه واری به څوک اخلی؟ نن صوبائی حکومت نه صرف دا زه تپوس کوم چې د دې خاورې، د دې خلقو، د دې قام به څوک د دغه تپوس کوی جناب سپیکر صاحب؟ دا ذمه واری د صوبائی حکومت ده د دې لاء اینډ آرډر، که دا د فیډرل ګورنمنټ ذمه واری ده جناب سپیکر صاحب؟ نو کم از کم سترګې مونږ له نه دی پټول پکار، کم از کم دا دغه مونږ له Own کول پکار دی جناب سپیکر صاحب، که مونږ همیشه دغسې کسان، دا سې ګلدستې به دلته په دې کرسو باندې پرتې

وی، مونږ به پرې اجلاسونه راغواړو او اپوزیشن والا به وائی چې مونږ دا جنګ Own کوؤ او حکومت والا به دا خبره کوی چې مونږ دا جنګ نه Own کوؤ، دا د کومې پورې به دا سلسله روانه وی جناب سپیکر صاحب؟ پکار ده چې مونږ خپله ذمه واری چې کوم زمونږ د صوبائی حکومت ذمه واری ده، پکار ده چې هغه مونږ اپناؤ کړو جناب سپیکر صاحب، هغه مونږ Own کړو، هغه ذمه واری مونږ ولې نه Own کوؤ؟ نو کم از کم دا زما د ورورولی ریکویسټ دے چې دا اور وژل پکار دی او زمونږ صرف دا بدقسمتی ده جناب سپیکر صاحب چې دا په دې خاوره باندې دا اور لګیا دے او خدائے د کړی چې دا اور بند شی او که دا سلسله شروع وه نو جناب سپیکر صاحب، دا یقین ساته چې دا خو صرف درې کسان په دې څلورو میاشتو کښې لاړل چې دا پینځه کاله تیرېږی خدائے شته زه وایم چې دلته به تقریباً نیم ایم پی ایز زمونږ خدائے د نه کړی، نه به وی نو دا به کومې پورې مونږ دا دغه کوؤ؟ مذاکرات کوی حکومت پکار ده چې یو Sincere effort سره کښېنی او مذاکرات وکړی۔ نن که د پولیس یو Role دے، د ګورنمنټ یو Role دے، پکار ده چې هغه په احسن طریقې سره اپناؤ کړو۔ نو جناب سپیکر صاحب، زړه مې ډیر څه غواړی خو بس صرف دا مې صوبائی ګورنمنټ ته خواست دے چې کم از کم د دې تدارک پکار دے، که هغه په مذاکراتو وی، بابک صاحب خبره وکړه چې مونږ درسره یو، زه دا منم چې حکومت که فیډرل حکومت دے که پراونشل حکومت دے، د ډیرو مشرانو مشرانو کسانو نه مو دا واوریدلStatement چې یره په تیر ګورنمنټ کښې هم دومره دهماکې شوې دی، زه دا منم چې تیر ګورنمنټ کښې چوده پندره ایم پی ایز شهیدان شوی دی، افسران ښه ښه شهیدان شوی دی خو ګورنمنټ هغه جنګ Own کړے وو جناب سپیکر صاحب، حکومت خپله ذمه واری ګڼله، هغوی خپل Protection ورکولو عوامو له، کم از کم دا حکومت د هم دا جنګ Own کړی، دې خلقو له د Protection ورکړی، د دې خاورې د بچاؤ د پاره د تدارک وکړی۔ که دا بلیمونه مونږ په یو بل باندې لګوؤ، خدائے شته چې د دې خاورې زمونږ د پښتنو تباهی، د تباهئ انجام به هم دا وی جناب سپیکر صاحب۔ نو زما په اخره کښې اسرار خان د خدائے وبخښی، هغه هسې هم بخښلے ئے دے، صرف

ظاهری دلته د دې دنیا نه لاړو، شهیدان چرته هم نه مری، خدائے د د دوئ چې کوم خاندان دے، هغوی له هم د خدائے حوصله ورکړی او ان شاء الله تعالیٰ داسې مرګ خدائے شته هر چا له جناب سپیکر صاحب، نه راځی، خدائے د مونږ ټولو له داسې د بهادرئ، د شهادت مرګ دې ټولې اسمبلئ ته د نصیب شی۔ ډیره مهربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسٹر یوسف ایوب پلیز۔ مسٹر یوسف ایوب صاحب۔

وزیر برائے مواصلات و تعمیرات: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ بابک صاحب نے اور محمد علی شاہ صاحب نے بڑی اچھی اور Realistic باتیں کی ہیں جی لیکن معذرت کے ساتھ شاید کوئی ایسا Impression دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ یہ جو کچھ اس صوبے میں ہو رہا ہے تو صوبائی حکومت بالکل سوئی ہوئی ہے اور اپنے آپ کو اس سے دور رکھ رہی ہے، کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں کچھ چیزیں اس ہاؤس کے سامنے ضرور رکھنا چاہونگا۔ جدھر تک اے پی سی کی بات تھی، چاہے میری پارٹی ہے، چاہے آپ کی پارٹی ہے، ادھر مختلف پارٹیز کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے تو آنکھیں بند کر کے مینڈیٹ فیڈرل گورنمنٹ کو دیدیا ہے، پاکستان کی تمام بڑی سیاسی جماعتوں نے کہ جی آپ مذاکرت کریں، اے پی سی کا یہ فیصلہ ہے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم تو منتظر ہیں ابھی فیڈرل گورنمنٹ کے کہ وہ جو مینڈیٹ پاکستان کی ساری سیاسی پارٹیوں نے دیا ہے پرائم منسٹر صاحب کو، وہ کب مذاکرات شروع ہونگے؟ جدھر تک صوبے کا تعلق ہے، یہ بالکل ہماری ذمہ داری ہے، یہ جو Incidents ہوئے ہیں، یہ ظاہر ہے جو صوبائی حکومت ہوگی، اس کی ذمہ داری ہوگی اور اس میں میں کچھ چند پوائنٹس کیونکہ یہ صوبہ ہم سب کا ہے جی، اور جو صوبائی حکومت کوئی اقدام لے رہی ہے، وہ آپ کو بھی پتہ ہونا چاہیئے اور وہ اس Terrorism کو روکنے کیلئے ہے۔ جو سب سے آخر میں کابینہ کی میٹنگ ہوئی تھی، اس میں کابینہ نے Approval دیدی ہے ایک نئی فورس بنانے کی اور جو ہنگامی بنیادوں پہ کھڑی کی جائے گی، جس کا Counter Terrorism Department ہوگا اور Directly وہ آئی جی کے نیچے کام کرے گی، ان کا اپنا ایک Command and Control System ہوگا، ان کے فنکشنز میں Intelligence collection، کیونکہ انٹیلی جنس کا ادھر کوئی ٹھوس قسم کا انتظام ہمارے صوبے میں تھا ہی نہیں بد قسمتی سے، Surveillance of suspects جس میں

Arrest، Raids , کرناTerrorists کو، Interrogate کرنا، Investigate کرنااور پھران کے کیسز کو عدالتوں میں Pursue بھی کرنا، یہ اس ڈیپارٹمنٹ کا کام ہوگااور یہ ہنگامی بنیادوں پہ یہ Counter Terrorism Department اسٹیبلش کیا جائے گا۔ بم ڈسپوزل یونٹس برائے نام تھے ادھر، لھذا21 نئے بم ڈسپوزل یونٹس قائم کئے جائیں گے اور آپ نے دیکھا ہوگا، دوسرے صوبوں میں بھی یا جدھر بھی آپ جائیں، بڑی بڑی عمارتوں میں جائیں Sensitive یا کسی بڑے ہوٹل میں جائیں، آجکل Sniffer dogs جو ہمارے صوبے کے پولیس کے پاس بالکل Available نہیں تھے، تقریباً پندرہ Sniffer dogs کا بھی آرڈر کردیا گیا ہے اور 21 نئے بم ڈسپوزل یونٹس جو ہیں، وہ قائم کئے جائیں گے۔اس کے ساتھ ساتھ Coaming، جیسے آج یہ مسئلہ ہوااور ہمارے صحافی بھائیوں نے بائیکاٹ بھی کیا، یہ سرچ آپریشن، Coaming کرنا، یہ ایک سلسلہ تقریباً صوبے کے ہر ڈویژن ہر ڈسٹرکٹ میں شروع ہوگیا ہے اور پولیس کی رپورٹ کے مطابق ابھی تک 57 terrorists arrest ہوئے ہیں جن میں 18 کو مار دیا گیا ہے اور تقریباً Explosive material 16815 Kg ابھی تک پکڑا جاچکا ہے ان Raids کی وجہ سے اور تقریباً 999 hand grenades, dynamite, detonators, anti tank mines ریکور ہوئے ہیں جس میں تقریباً پونے نوسو راکٹ لانچرز بھی موجود ہیں اور اس میں 12 Suicide jackets بھی پکڑے گئے ہیں۔ مارکیٹ ایریاز میں پولیس نے اور جو مارکیٹ کی Elected committees ہیں، ان کے درمیان ٹریڈرز کی آپس میں سیکورٹی کیلئے میٹنگز ہوئی ہیں اور سیکورٹی کو Enhance کیا گیا ہے۔ پشاور کے حوالے سے بابک صاحب نے بات کی ہے، دوسو Identify Spots کئے گئے ہیں یہ صرف پشاور کیلئے جدھر CCTV Cameras جو ہیں، ہمارا ایک پراجیکٹ ہے، Safe City Project، اس کے تحت ادھر لگیں گے۔ اسی طرح باقی صوبے میں بھی جتنی اہم قسم کی چیک پوسٹیں ہیں، ادھر بھی یہ سی سی ٹی وی کیمرے جو ہیں، وہ انسٹال کئے جائیں گے، جوائنٹ ٹاسک فورس، پاکستان آرمی، فرنٹیئر کور، فرنٹیئر کنسٹیبلری، پولیس انہوں نے Establish کی ہیں آپریشن دہشت گردوں کے خلاف کرنے کیلئے اور وہ شروع ہو گئے، جو آج بھی یہ Raid ہوا ہے، یہ پولیس اور فرنٹیئر کور کا جوائنٹ آپریشن تھا، سرچ آپریشن۔ حیات آباد میں بہت بڑا مسئلہ تھا اور جو ہمارا بارڈر خیبر ایجنسی کے ساتھ لگتا ہے، اس کے ساتھ ایک

دیوار تھی جو تقریباً توڑ دی گئی ہے، اس کی Rebuilding کی بھی ہدایت کی جا چکی ہے کہ اس کو بالکل واپس اسی طریقے سے بنایا جائے تاکہ آمد و رفت ٹرائیبل ایریا سے سٹلڈ ایریا میں کم سے کم ہو سکے۔ ہماری گورنمنٹ نے فیڈرل گورنمنٹ کو اور چیف منسٹر نے خود یہ Takeup کیا ہے کہ فرنٹیئر کنسٹیبلری جو ہماری فورس ہے اور جو کہ پورے پاکستان میں پھیلی ہوئی ہے، اس کو واپس Deploy کیا جائے ہمارے صوبے میں، اور سب سے بڑا جو ادھر مسئلہ تھا کہ ہمارے پاس ابھی بھی درجنوں کے حساب سے سینیئر آفیسرز کی کمی ہے، آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہمارے صوبے میں زیادہ تر شولڈر پروموشن دیکر ڈی پی اوز بھی لگائے جا رہے ہیں، ڈی آئی جیز بھی لگائے جا رہے ہیں تو فیڈرل گورنمنٹ کو صوبائی حکومت نے ریکویسٹ کی ہے کہ ہمیں وہی سٹیٹس دیا جائے، وہ ہارڈ ایریا کا جیسے بلوچستان کو دیا گیا ہے اور سینیئر افسر ادھر Deploy کئے جائیں۔ تو یہ چند اقدام ہیں جو کہ پچھلے کچھ دنوں میں کئے ہیں اور جن کی Implementation war footings پہ ہو رہی ہے، یہ نہیں کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ جی ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے، یہ ہم سب کی جوائنٹ ذمہ داری ہے، اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے، اس حکومت کی ذمہ داری ہے۔ تو ان شاء اللہ جب یہ چیزیں In place آئیں گی، بلکہ آ چکی ہیں کافی، تو میرے خیال سے کافی بہتری اس میں آئے گی۔ میں یہ معذرت کے ساتھ کہ یہ کہنا جی کہ حکومت بالکل سوئی ہوئی ہے، وہ بات نہیں ہے، جو حکومت کی ایک ذمہ داری ہے، جو فنکشن ہے، وہ ان شاء اللہ پورے ایک احسن طریقے سے اپنی ذمہ داری نبھا رہی ہے۔ شکریہ جی۔

<u>جناب عنایت اللہ (وزیر بلدیات)</u>: جناب سپیکر!

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: ایک منٹ پلیز۔ جی عنایت اللہ خان صاحب۔

<u>وزیر بلدیات</u>: سر، میں اسرار اللہ خان گنڈاپور کی شہادت کے نتیجے میں جو ہماری سلیکٹ کمیٹی تھی، اس کے اندر جو کمی آئی ہے، اس حوالے سے ایک موشن پیش کرنا چاہتا ہوں، اس کی Formal آپ سے، ہاؤس سے اجازت لینا چاہتا ہوں۔ I beg to move that-----

<u>Mr. Acting Speaker</u>: Is it-----

<u>جناب شاہ حسین خان</u>: نہیں جی، آج کے دن یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ یہ ضروری ہے، میرے خیال میں ہاؤس سے، (قطع کلامیاں) دیکھ لیتے ہیں، اجازت لے لیتے ہیں پھر اگر ہاؤس اجازت دیتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ نگہت اورکزئی: جناب سپیکر صاحب! میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہوں کہ جب اسرار اللہ خان گنڈاپور صاحب کی شہادت ہوئی تو ہم اپوزیشن والوں کی درخواست پر، ریکوزیشن پر یہ اجلاس بلایا گیا ہے اور آج ایک نکاتی ایجنڈا ہے جناب سپیکر، پھر بھی صرف اس شہید کی شہادت پر بات کی جائیگی۔ اسرار اللہ گنڈاپور صاحب کی جو شہادت ہے، وہ ہمارے لئے ناقابل تلافی ایک نقصان ہے، پورے صوبے کیلئے، پختون بیلٹ کیلئے، یہ پختونوں کی سرزمین ہے اور جب ایک نکاتی ایجنڈے پہ ہم لوگوں نے یہ اجلاس بلایا ہے، اس میں آپ نے دیکھا ہے کہ ہم نے کوئی آئٹم شامل نہیں کیا ہے ورنہ بہت سے آئٹمز تھے، ادھر سے امن وامان کا ہو سکتا ہے، دوسرا ہو سکتا ہے تو جناب سپیکر صاحب، کل کے دن کیلئے اگر یہ ٹھہر جائے اور ہماری جب بحث، آج ہم بارہ بجے تک رات کو بیٹھنے کیلئے تیار ہیں اور جب یہ بحث سمیٹ لی جائے پھر ضرور، کیونکہ یہ بھی آپ لوگوں کی بزنس ہے، ہم آپ کو بالکل، آپ کے ساتھ تعاون کریں گے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ جو ہے، وہ Smooth طریقے سے اپنے تمام کام کرے لیکن چونکہ ابھی یہاں سے تقاریر پوری نہیں ہوئی ہیں، یہاں پہ ہم لوگوں نے بات نہیں کی ہے تو میرا خیال ہے، عنایت اللہ صاحب سے میں آپ کی وساطت سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ ان کا بھی ہاؤس ہے، اسرار اللہ گنڈاپور صاحب ان کا بھی تھا، ہمارا بھی تھا، اس پورے صوبے کا تھا تو اگر یہاں پہ یہ تعزیتی اجلاس جب ختم ہو جاتا ہے تو ہم ان کو بالکل کہیں گے کہ آپ اٹھیں اور آپ اپنی بزنس اور ہم آپ کے ساتھ ہر وقت تعاون کرنے کیلئے تیار ہیں تو اگر آپ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ، محترمہ میری Respectful submission یہ ہے۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جی سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کہ دیکھیں یہاں پر آج جو اجلاس ہو رہا ہے کل سے، تو صرف اور صرف اسرار اللہ گنڈاپور شہید کی روح کے ایصال ثواب کیلئے ہم نے یہ اجلاس طلب کیا، آپ لوگوں کی مہربانی سے لیکن اس کے

باوجود بھی میڈیا کی بات کو چونکہ آپ لوگوں نے ضروری سمجھا تواس پر بحث ہو چکی ہے، اب جہاں تک یہ سلیکٹ کمیٹی اور اسرار اللہ گنڈاپور صاحب بطور چیئرمین اس کمیٹی کے رکن تھے۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: جی سر، جی سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ شہید ہو چکے ہیں تو یہ ہماری، میرے خیال میں گورنمنٹ کی شاید یہ مجبوری ہے کہ اس کو جو ہے، تو ضرور آگے بڑھ کر۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت اورکزئی: سر، ایسا کریں، ایسا کریں، دو لوگوں کو یہاں سے بولنے کی اجازت دیدیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

محترمہ نگہت اورکزئی: پھر اس کے بعد یہ بولیں، یہ اپناوہ کر لیں۔ ولې بابک صاحب! که نه ؟

(عشاء کی اذان)

(ایوان میں خاموشی)

محترمہ نگہت اورکزئی: آپ ہمارے لئے محترم ہیں تو بالکل انہوں نے، ہمارے پارلیمانی لیڈرز نے یہ بات کی ہے تو بالکل ٹھیک ہے جی، آپ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ جی۔

مفتی سید جانان: نه جی، نه جی، نه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی۔

مفتی سید جانان: نه جی، نه۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ جی۔

مفتی سید جانان: جناب سپیکر صاحب! مونږ هیڅ کله هم د دې خبرې اجازت نشو ورکولے ولې چې دا اجلاس صرف او صرف د اسرار الله خان صاحب په شهادت باندې د تعزیت د پاره راغوښتے شوے دے جی، کله چې اخری تقریر وشی نو د هغې نه بعد د دے وکړی۔ دوئ له پکار دی چې تر دې دا موشن د نه راوړی، دا د اسرار خان د ایصال ثواب د پاره، تعزیت د پاره دا اجلاس راغوښتے شوے دے ،

یوه ایجنډا ده، اول به جی هم هغې باندې خبره کیږی، اخر کښې که دا بیا کیږی اود شی ورکښې جی، هغې پورې به نه دغه کیږی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے جی، مفتی صاحب کی بات مان لیتے ہیں جی، ٹھیک ہے۔ میڈم نگہت اورکزئی صاحبہ، پلیز۔

محترمہ نگہت اورکزئی: مفتی صاحب! ستاسو ډیره مهربانی چې تاسو د Continuation د پاره هغه کړو۔ جناب سپیکر صاحب، جب سامنے دیکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی شہزادوں کی آن بان والا اور ایک ایسا شخص اور ایسی شخصیت جس پہ کہ پورے خیبر پختونخوا کو ناز تھا جناب سپیکر صاحب، کیونکہ ہم قلندر لودھی صاحب، مشتاق غنی صاحب، محمد علی شاہ باچا، شاہ حسین صاحب اور میرے ساتھ یہاں پہ بیٹھے ہوئے اور بہت سے میرے ساتھی ہیں کہ جن کے ساتھ یہ بارہواں سال تھا کہ ہم لوگ اکٹھے تھے لیکن جناب سپیکر صاحب، ایسی شخصیت جو ایسے گھر میں پیدا ہوئی کہ جہاں پہ سرداروں کا نظام تھا لیکن یہ وہ شخصیت تھی کہ جب اذان ہوتی تو نماز کیلئے سب سے پہلے، آئین کی بات ہوتی تو سب سے پہلے، قانون کی بات ہوتی تو سب سے پہلے اور جب شہادت کی بات ہوئی تو تب بھی سب سے پہلے۔ جناب سپیکر صاحب، آج میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پہ جن جن لوگوں نے تقاریر کیں، ہمیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ وہ ظالم، وہ ظالم کس چیز پر میرے خیبر پختونخوا کی زمین کو خون سے رنگ رہے ہیں؟ جناب سپیکر صاحب، مجھے بالکل حکومت نے جو بیان دیا ہے، تمام چیزیں بجا، ظاہر ہے جو حکومت کرنے کیلئے آتے ہیں وہ اپنے عوام کی حفاظت بھی کریں گے، اپنے عوام کو Facilities دینے کیلئے جو انہوں نے وعدے کئے ہیں، وہ بھی دیں گے لیکن وہ الیکشن کے نعروں تک محدود ہو جائیں گے، یہ میرا کبھی بھی خیال نہیں تھا۔ جناب سپیکر صاحب، سب سے پہلے تو میں اسراراللہ گنڈاپور صاحب اور ان کے ساتھ جتنے بھی شہید ہوئے ہیں، جتنے بھی جن کو ہم لوگ نہیں جانتے، ان کے نام نہیں آتے ہیں ہمیں، پولیس والے، جو سویلین ہیں، ان تمام لوگوں کی شہادت پہ یہ تعزیتی ریفرنس ہے لیکن ہم ان کو ان کی شہادت پہ مبارکباد دیتے ہیں کیونکہ شہید کبھی مرتا نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ بچوں کو ان کا باپ نہیں مل سکے گا زندگی میں، بھائیوں کو ان کا بھائی نہیں مل سکے گا زندگی میں، بہنوں کو اپنا بھائی نہیں مل سکے گا، وہ بیوی جو ابھی صرف سات سال ہوئے تھے اس کی شادی کو، وہ کیسے زندگی گزارے گی؟ لیکن جناب سپیکر صاحب، یہاں پہ کچھ پوائنٹس ہیں جس پہ مجھے بات

کرنی ہے، کیا پتہ لگتا ہے کہ یہ ہماری آخری تقریر ہو اور مجھے اپنا Point of view دینا ہے جناب سپیکر، کیونکہ سوائے اللہ کی ذات کے نہ تو کسی سے ڈر لگتا ہے کیونکہ جب موت اسرار اللہ گنڈاپور صاحب کو اس کے حجرے میں آکر اس کو گلے لگا لیتی ہے تو یہ ہم سب لوگوں کیلئے ایک میسج ہے کہ اٹھو، چاہے جس جماعت سے بھی تعلق رکھتے ہو، چاہے جس مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہو، اٹھو اور ایک پاکستانی قوم کی طرح ہاتھوں میں ہاتھ دیکر ان تمام لوگوں کیلئے سینہ سپر ہو جاؤ، سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاؤ کہ جو لوگ ہماری نسلوں کو، جو لوگ ہمیں، جو لوگ ہمارے لوگوں کو، جو ہمیں انٹرنیشنل طور پر خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جناب سپیکر صاحب، جناب سپیکر صاحب! یہاں پہ دو باتیں ہیں، ابھی تک ہم Confuse ہیں، Confusion اس بات کی ہے کہ یہاں پہ بہت سی باتیں ہوتی ہیں کہ پچھلی گورنمنٹ، جب بھی ہم لوگ بات کرتے ہیں، وہاں سے بات آتی ہے، یہاں سے بات ہوتی ہے کہ جی پچھلی گورنمنٹ میں اتنے حملے ہوئے، اتنے لوگ مر گئے، اتنے لوگ شہید ہو گئے، جناب سپیکر صاحب! ہم نے Comparison نہیں کرنا، جو ہو گیا وہ ہوا، وہ ہماری حکومتوں میں ہوا اور ہم نے اس کو Own کیا، ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ یہ کس کی جنگ ہے؟ ہم نے کہا جب جنگ ہے تو ہماری جنگ ہے، اگر ہم پر مسلط کر بھی کی گئی ہے تو یہ اب ہماری جنگ ہے اور جناب سپیکر صاحب، میں آپ کے توسط سے ایک اور بات ضرور کرنا چاہوں گی صوبائی گورنمنٹ کو کہ پچھلی دفعہ جب اے این پی کی گورنمنٹ تھی، جناب سپیکر صاحب! یہ باقاعدہ طور پر ایک پلان لیکر گئے تھے اس وقت کے پریذیڈنٹ کے پاس کہ ہم قاضی وہاں پر تعینات کرنا چاہتے ہیں اور وہاں پہ ان کو Employ کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ ہو جائے تو وہ طالبان جو ہیں، وہ دہشت گرد جو ہیں تو وہ دہشت گردی ختم ہو جائے گی، Although کہ پریذیڈنٹ صاحب اس بات پہ متفق نہیں تھے لیکن چونکہ پلان جو تھا وہ ان کی گورنمنٹ کی طرف سے تھا، ان کو ماننا پڑا اور وہ ہوا لیکن اس کا کیا انجام ہوا؟ اسی طرح جناب سپیکر صاحب، مذاکرات تین چار پانچ چھ، کتنے ہی مذاکرات ہوئے؟ ابھی جیسے کہ مفتی جانان صاحب نے کہا کہ 52 دن ہو گئے ہیں اے پی سی کو، کیا ہوا؟ اور جناب سپیکر صاحب، چونکہ آپ کا تعلق قانون سے بھی ہے، جب جناب سپیکر صاحب، میں آتی ہوں ٹی وی پہ اور میں آکر یہ بیان دیتی ہوں کہ میرے کچھ ساتھیوں کو کسی وجہ سے مارا گیا ہے، میرے دو ساتھیوں کو اور اس کے بدلے میں میں 18 جانیں لے لیتی ہوں اور میں کھل کر بات کرتی

ہوں، میں کسی سے ڈرتی نہیں ہوں سوائے اللہ کی ذات کے کیونکہ موت کی حفاظت جو ہے، وہ زندگی خود کرتی ہے اور جب یہ بات آجاتی ہے، جب تحریک طالبان پاکستان کی ذیلی تنظیم انصار المجاہدین کے ابو بصیر یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بدلہ اس لئے لیا کہ ڈی آئی خان جیل میں میرے دو ساتھی، وہ جو Break (Jail) کیا گیا تھا تو اس میں میرے دو ساتھی مارے گئے ہیں۔ جناب عالی! وہ اپنے ایک کے بدلے میں پانچ اور چھ اور ہم اس جنگ کو ہم اپنا Own بھی نہیں کر سکتے؟ پھر جناب سپیکر صاحب، جب ایک بندہ آکر خود ٹی وی پہ کہہ دیتا ہے کہ یہ میں نے کیا ہے تو اس کے گھر والے تو ٹھیک ہے وہ نامعلوم افراد کے خلاف بالکل ایف آئی آر کروائیں لیکن یہاں پہ بیٹھا ہوا ہر شخص، چرچ کے لوگ ہوں، جو بم بلاسٹ ہوا ہے بس میں، جو قصہ خوانی میں ہوا ہے، جو اسرار اللہ گنڈا پور صاحب کی شہادت ہے، یہ میں ان لوگوں کو برملا کہتی ہوں کہ اپنے لئے کچھ اور کھانے کی بجائے رات کو بادام بھگو کر رکھا کریں اور صبح وہ کھایا کریں تاکہ ان کی یادداشت تازہ رہے کہ دو گروپوں نے دو Incidents کی تو ذمہ داری قبول کی ہے۔ جناب سپیکر صاحب، اسرار اللہ گنڈا پور ہو، چاہے یہ سب لوگ ہوں، یہ سٹیٹ کے لوگ ہیں، جیسے کہ میرے آنریبل منسٹر نے کہا کہ حکومت سوئی ہوئی نہیں ہے، بالکل حکومت سوئی ہوئی نہیں ہے، وہ انتظامات کر رہی ہو گی لیکن حکومت کو چاہیئے کہ جب کوئی آتا ہے ٹی وی پہ اور وہ یہ Own کرلیتا ہے کہ یہ میں نے کیا ہے اور بدمعاشی سے کرتا ہے، وہ سٹیٹ کو للکارتا ہے کہ یہ میں نے کیا ہے، جاؤ تم جو کچھ کر سکتے ہو میرے خلاف کرلو، ایف آئی آر جناب سپیکر صاحب! ان لوگوں پر ہونی چاہیئے، نامعلوم پر کیوں؟ جب ایک شخص یہ کہہ دیتا ہے، عدالت میں جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ یہ میں نے کام کیا ہے، میں نے اس کو قتل کیا ہے، اس کو اسی وقت پھانسی کی سزا ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر صاحب! ایک طرف ہم مذاکرات کی بات کرتے ہیں، دوسری طرف ہم جنگ کو Own نہیں کرتے ہیں، تیسری طرف ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمیں بند گلی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ایک طرف جنگ کی بات ہو رہی ہے، ایک طرف امن کی بات ہو رہی ہے اور دوسری طرف ہم پر حملے ہو رہے ہیں تو یہ کیسی، یعنی ہم خود بھی ابھی Mentally طور پر Confusion کی طرف جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر صاحب! یہ 123 کا ہاؤس رہ گیا ہے، اس 123 کے ہاؤس کو یہ کھڑے ہو کر فیصلہ کرنا پڑیگا کہ یہ جنگ ہماری ہے؟ اگر ہے تو Own کریں اور اگر نہیں ہے تو برملا اس کو کہہ دیں کہ یہ ہماری جنگ نہیں ہے، تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ پھر جناب

سپیکر صاحب! رات کو اسرار اللہ گنڈا پور صاحب کی شہادت کی خبر ٹی وی پر آتی ہے اور چونکہ عید کا دن ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ اور چینلز بھی چل رہے ہیں تو جب دوسرا چینل میں لگاتی ہوں تو مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے جناب سپیکر صاحب کہ دوسرے چینل پر ایک اور منسٹر کی عید کی مبارکباد چل رہی ہے اور حکومت تین دنوں کے سوگ کا اعلان کرتی ہے، کیا تضاد ہے؟ کیا جناب سپیکر صاحب! ہم لوگوں نے موت کو بھلا دیا ہوا ہے کہ میرا ایک جوان، ایک ایسا شخص جس نے اس اسمبلی کیلئے قانون، آئین کی پاسداری کرتے ہوئے، کیا قصور تھا اس کا؟ لیکن جب وہ شہید ہو جاتا ہے تو کم از کم ٹی وی چینلز پر مبارکباد کور کھوا دینا چاہیئے تھا، ایک طرف تین دن کا سوگ، دوسرے چینل پر مبارکباد، جناب سپیکر صاحب! اب یہ ڈبل سٹینڈرڈ نہیں چلے گا کہ آپ اپنی لیڈر شپ کو خوش کرنے کیلئے یا آپ اپنی Constituency کے لوگوں کو خوش کرنے کیلئے ان کو تو عید کی مبارکباد دیں اور دوسری طرف شہزادوں کی طرح جو شخص ہے، وہ منوں مٹی کے نیچے جا سوئے۔ پھر جناب سپیکر صاحب، یہاں پر ایک اور بات آتی ہے کہ شہادت جو ہے، شہید تو کبھی مرتا نہیں ہے، وہ زندہ ہے، جیسا کہ کل تلاوت ہوئی اور اسی تلاوت کی وجہ سے جو یہ سسکیاں، آہیں اور یہ جو سب کچھ گونج رہا تھا، ایہ اس تلاوت اور اس کے بعد جب اسرار اللہ گنڈا پور کی اس میز کو دلہن کی طرح سجایا گیا جناب سپیکر صاحب، ابھی تک دل رو رہے ہیں، آنکھوں میں آنسوں ہیں، آپ کی آواز جس طریقے سے، کل جب آپ جیسے شخص کا دل ایسی جوان موت پر، بے وقت موت پر جناب سپیکر صاحب، اب ہم نے کچھ نہ کچھ فیصلہ کرنا ہے کیونکہ افواج پاکستان ٹارگٹ، پولیس ٹارگٹ، لیویز ٹارگٹ، ایف سی ٹارگٹ، ذبح کئے ہوئے سر ہمیں مل رہے ہیں تحفوں میں اور اس کے باوجود ہمارے معصوم جو عوام ہیں، یہ کس چیز کی ہمیں سزا مل رہی ہے؟ جناب سپیکر صاحب، میں سمجھتی ہوں کہ اب وقت آگیا ہے اور پھر مجھے افسوس ہے، آج جناب سپیکر صاحب، شکر کریں آج میڈیا نہیں ہے، انہوں نے جو بائیکاٹ کیا، اچھا ہوا ہے کہ چلے گئے ہیں ورنہ جب یہ خالی کرسیاں وہ دکھاتے تو ہم سب کو اپنا انجام یاد آجاتا کہ جس اسمبلی کیلئے، جس قانون کیلئے، جس عوام کیلئے، جس آئین کیلئے ہم لوگ جانیں دیتے ہیں وہاں پر چیف منسٹر صاحب نہیں، وہاں پر منسٹران نہیں، وہاں پر پوری پارٹی نہیں، جناب سپیکر صاحب! ہم کیا بے حس ہو گئے ہیں، ہم نے بے حسی کا لبادہ اڑھ لیا ہے؟ جناب سپیکر صاحب! میں نے کہا کہ موت زندگی کی خود حفاظت کرتی ہے، زندگی موت

کی حفاظت کرتی ہے اور جب موت آنا ہوتی ہے تو وہ اسی طرح آجاتی ہے جس طریقے سے کہ اسرار اللہ گنڈاپور کو اس نے گلے لگالیا، تو ہم جب ایمان اس چیز پر لیکر آتے ہیں کہ 'موت کا ایک دن معین ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی' ، جناب سپیکر صاحب! جب ہمیں پتہ ہے کہ یہ دنیا فانی ہے تو میں تو سمجھ رہی تھی، یہ اجلاس تو ہم نے بلایا تھا کہ آج یہ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا ہو گا اور آج ہم لوگ جو ہیں، ہم اپنے ان لوگوں کو جو شہید ہو گئے ہیں، کہاں ہیں ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب، کہاں ہے شاہ فرمان صاحب، ہمارے انفارمیشن منسٹر صاحب؟ جناب سپیکر صاحب! میں تنقید نہیں کر رہی ہوں، جناب سپیکر صاحب دل رو رہا ہے، کیا ہم ایسے ہی بے حس رہیں گے، یہاں کی کرسیوں کو خالی دیکھ کر اور وہاں کی خالی کرسیوں کو دیکھ کر کیا ہم صرف اس لئے آتے ہیں کہ یہاں پر حاضری لگائیں اور ہم دو چار باتیں کریں کہ ہماری تصویر آجائے میڈیا پر اور پھر اس کے بعد ہم لوگ نکل جائیں؟ جناب سپیکر صاحب، اسرار اللہ گنڈاپور کیلئے جو دعائیں، اور اس کی کرسی کو دیکھ کر ہمارے دلوں پر جو ہیبت رہی ہے جناب سپیکر صاحب، میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ سے مطالبہ کرتی ہوں کہ یا تو اس ہال کا کوئی حصہ یا ڈی آئی خان یا پشاور کی کوئی عمارت یا سڑک اس کے نام سے منسوب کی جائے، حالانکہ یہ کچھ بھی نہیں ہے اور میں مرکزی گورنمنٹ سے یہ ضرور درخواست کرونگی آپ کی وساطت سے، اس اسمبلی کی وساطت سے کہ ان کو کسی ایسے اعزاز سے نوازا جائے، وہ اعزاز اس کے بچوں کیلئے کچھ بھی نہیں ہے لیکن کم از کم جب وہ اعزاز پڑا ہو گا تو ان کو پتہ چلے گا کہ:

؎ عمر بھر خشت زنی کرتے رہے اہل وطن یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

جناب سپیکر صاحب، كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ لیکن جناب سپیکر، باتیں بہت زیادہ ہیں، ایک ہی بات کو جناب سپیکر کہہ دونگی کہ، "نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے"، یہ اقبال نے کہا تھا ہندوستان کیلئے اور وہی ہوا لیکن میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کر رہی ہوں کہ:

؎ نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے خیبر پختونخوا والو!
تمہاری داستان تک بھی نہیں ہو گی داستانوں میں

شکریہ، جناب سپیکر۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شکریہ جی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔

جناب محمد عصمت اللہ: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر، کل کا اور آج کا یہ اجلاس ایک تعزیتی اجلاس ہے جو یہ اسمبلی ایک انتہائی قابل، باصلاحیت ساتھی سے محروم ہو چکی ہے، یہ پورا ہاؤس ان کے پسماندگان کے ساتھ اس درد اور دکھ میں شریک ہے۔ جناب سپیکر، موت ایک اٹل فیصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن میں یقین سے تعبیر کرتا ہے، فرماتا ہے_ وَٱعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأۡتِيَكَ ٱلۡيَقِينُ_ اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرتے رہو یہاں تک کہ یقین آ جائے۔ جناب سپیکر، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز پڑھتے رہو، جب یقین آ جائے تو پھر بس کرو، روزے رکھتے رہو پھر جب یقین آ جائے تو بس کرو، زکواۃ دیا کرو جب یقین آ جائے تو بس کیا کرو، مطلب یہ نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ یقینی چیز کے آنے تک، وہ موت ہے۔ جناب والا، اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں دو چیزوں کا بار بار ذکر فرمایا کرتا ہے، ایک شکر کا اور ایک صبر کا_ لَئِن شَكَرۡتُمۡ لَأَزِيدَنَّكُمۡ وَلَئِن كَفَرۡتُمۡ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ_________ _اور اسی طرح صبر کا لفظ بھی، جو لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں، بار بار قرآن شریف میں آتا ہے۔ یہ حقیقت میں انسان کی روح پر اس زندگی میں دو قسم کے حالات گزرتے ہیں، ایک خوشی کے اور ایک غمی کے، اور وہ زندگی میں ایک دفعہ نہیں، بار بار گزرتے ہیں، جیسا کہ دن اور رات انسان کی زندگی میں بار بار گزرتے ہیں اس طرح دنیا میں ایسا کوئی انسان نہیں ہوگا کہ اس کے اوپر سے خوشی بار بار سفر نہ کرے اور یا غم بار بار سفر نہ کرے۔ حقیقت میں یہ شکر، یہ خوشی کے موقع پر ہے اور صبر، یہ غمی کا علاج ہے اور پھر اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جو انسان غمی کے اوپر صبر کرتا ہے، قرآن شریف کے مختلف موضوعات میں اس کی بہت بڑی حوصلہ افزائی فرمائی، اللہ فرماتا ہے: إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّـٰبِرِينَ، اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے اور اللہ کا کسی کا ساتھی ہونا، یہ بہت بڑی سعادت ہے اور پھر فرماتا ہے_ وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوفۡ وَالۡجُوعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الأَمۡوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرينَ_ اللہ فرماتا ہے کہ میں آپ کو مختلف آزمائشوں اور تکالیف سے گزاروں گا لیکن خوشخبری ان لوگوں کو سنائیں جو اس کے اوپر صبر کرتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد ہے کہ وَالصَّابِرِينَ، مفسرین فرماتے ہیں یہاں پر انقطاع ہے یعنی حمدہ الصابرین صبر کرنے والوں کا، اللہ فرماتا ہے، میں خود تعریف کرتا ہوں۔ جناب والا! انسان ہر مرحلے پر عاجز ہے، طاقتور ذات وہ اللہ کی ہے تو ایک تو چونکہ یہ غم، آج کا یہ غم جس شخص کا، ہم سے رخصت ہونے کا غم، یہ اکیلے اس کے خاندان کا، ان کے ورثا کا یا اکیلے اس

ہاؤس کا نہیں ہے بلکہ یہ پوری قوم کا ایک غم ہم سمجھتے ہیں، اس وجہ سے اللہ ہم سب کو اس موقع پر بھی صبر نصیب فرمائے اور حقیقت ہے کہ انسان میں بہت ساری خوبیاں اکٹھی ہونا، یہ بہت مشکل بات ہے اور جب اسرار اللہ خان گنڈاپور شہید کے اوپر خصوصی طور پر جو اخبار میں شائع ہوا تھا، انہوں نے بہت اچھا عنوان دیا تھا، "بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"، تو جناب والا، کچھ لوگوں میں اخلاق ہوتے ہیں، کچھ لوگوں میں علم کا ذوق اور شوق ہوتا ہے، کچھ لوگوں میں شجاعت ہوتی ہے، کچھ لوگوں میں مہمان نوازی ہوتی ہے لیکن بہت سارے اخلاق کا، عادات کا کسی ایک شخص میں جمع ہونا، یہ کافی مشکل بات ہے اور اسرار اللہ خان گنڈاپور وہ شخصیت تھے کہ جس نے بہت ساری چیزیں اپنے آپ میں سمیٹے ہوئی تھیں، اگر وہ ایک منجھے ہوئے سیاستدان تھے تو وہ ایک اخلاق اور کردار والا آدمی بھی تھا۔ میرے خیال میں اس ہاؤس کا، اپوزیشن میں رہتے ہوئے بھی اور اقتدار میں رہتے ہوئے بھی، کوئی ساتھی ایسا نہیں ہوگا کہ جس کے دل کو اس کے کسی کردار کی وجہ سے دکھ پہنچا ہو اور اسی لئے ہی جناب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ " اذکرو محاسن موتکم" یعنی اپنے فوت شدہ بھائیوں کے محاسن کو یاد کیا کرو، ذکر کیا کرو ان کا اور یہ حقیقت میں محاسن کی حامل شخصیت تھے اور جناب والا! اس حوالے سے میں آپ کو یہ بھی عرض کروں کہ یہاں ہمارے ملک میں ایک لفظ کو کافی معیوب سمجھا جاتا ہے کہ ہم کہتے ہیں موروثی سیاست، تو جناب والا! یہ بھی موروثی سیاست کے حامل تھے، ان کے خاندان میں سیاست چلی آرہی تھی۔ 1991 میں اس اسمبلی میں ہم ان کے والد کے ساتھ شریک تھے، پھر دونوں آئے، پھر یہ آگے چلے اور قرآن کی اصطلاح میں بھی اس طرح ہے جناب والا، اور یہاں پر یہ بات میں ہاؤس کے سامنے رکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن کی اصطلاح میں جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے فرمایا کہ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً، میں آپ کو لوگوں کا امام اور مقتدا بنا رہا ہوں، ابراہیمؑ نے فرمایا قَالَ وَمِنْ ذُرِيتي، اللہ سے مانگتے ہیں، درخواست کرتے ہیں، اے اللہ! میرے ورثاء میں بھی امامت دیدے، ان کو بھی مقتدا بنائے، یہاں سمجھنے کی اور نکتے کی اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ اللہ رب العزت ان کو یہ نہیں فرماتے ہیں کہ یہ موروثی سیاست کا سوال آپ مجھ سے کیوں کرتے ہیں؟ بلکہ اللہ فرماتے ہیں، ایک قاعدہ اور ضابطہ فرماتے ہیں کہ لا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ، آپ کے ورثاء میں، آپ کی اولاد میں جو امامت اور قیادت اور سیادت کا اہل ہوگا، اس کو میں دوں گا اور اس کا زندہ جاوید ثبوت ہمارے

سامنے اسرار اللہ خان گنڈاپور ہے، لہذا اس موروثی سیاست کی مطلقاً نفی کرنا یہ قرآن کی اصطلاح کے خلاف بات ہے۔ تو جناب والا، اس شخص کی جتنی بھی تعریف کی جائے، کم ہے اور پھر پارلیمانی سیاست میں ان کا جو کردار ہے، اس اسمبلی کے، اس ہاؤس کے جو ہمارے ساتھی ہیں، وہ گواہ ہیں اس بات کے کہ وہ کس قسم کی قدآور شخصیت تھے اور قانون کے حوالے سے ہمارے دستوری نکات پر ان کو کتنی دسترس حاصل تھی؟ اور اس کیلئے کافی دماغ خرچ کرنا پڑتا ہے جناب سپیکر، اور وہ خاموش آکر بیٹھتے تھے اور خاموش یہاں سے اٹھ کر جاتے تھے۔ اصل میں ان کا ملک کے آئین کے ساتھ، دستور کے ساتھ لگاؤ تھا، انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا، ان کا کردار ہمارے لئے، ہم سب اس ہاؤس کے ساتھیوں کیلئے وہ ایک مشعل راہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ جناب والا، جہاں تک امن وامان کی بات ہے تو یہ اکیلا مسئلہ امن وامان کا نہیں رہا ہے اس ملک میں، ہم غلط فہمی میں نہ رہیں، یہ مسئلہ اب اس ملک کی سالمیت کا ہے، اس ملک کی سالمیت کا ہے اور اس ملک کیلئے اندرونی اور بیرونی خطرات ہمارے اس ملک کی سالمیت کے درپے ہیں، اس سے بھی ہم سب واقف ہیں، جو خارجی عوامل مداخلت کر رہے ہیں، جو اندرونی مداخلت یہاں پر عمل پیرا ہے، اس سب سے بھی ہم واقف ہیں، ہم نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں، ہم یکطرفہ جا رہے ہیں، ٹریفک چلا رہے ہیں، یہ حقیقت ایسی نہیں ہے اور جب تک ہم حقیقت پہ نہیں آئیں گے تو ہم مرض کی تشخیص نہیں کریں گے تو اس کے علاج کیلئے ہم کہاں کے ہوں گے جناب والا؟ جناب والا، یہ بات میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں، یہاں پہ بہت سارے ساتھی کہتے ہیں کہ فلاں لوگ آئین نہیں مانتے ہیں اور اگر حقیقت پہ ہم آجائیں تو ہم نے اس ملک کے اساسی نظریے کو کب دل سے تسلیم کیا ہے، یہ ملک جس نظریے پر بنا ہے، اس ملک کے آئین میں اس نظریے کے مطابق جو دفعات ہیں، ان دفعات کی طرف ہم نے کب سوچا ہے؟ ہم نے کب قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے اور جناب والا، جناب اصدق المخلوقات نے فرمایا تھا "الاسلام بداء غریباً وسیعود غریباً" کہ اسلام کو ابتداء میں لوگوں نے ناآشنا سمجھا تھا، اجنبی سمجھا تھا اور بہت ہی جلد لوگ اسلام کو ناآشنا سمجھیں گے اور اجنبی سمجھیں گے۔ جناب والا، ہمارے آئین میں دوٹوک الفاظ میں یہ بات درج ہے کہ اللہ حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار اور اقتدار ملا ہے، وہ اس کے مقرر کردہ حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کریں گے، اس بات پر آئین سازی کیلئے کون تیار ہے؟ یہ جو اسلامی نظریاتی کونسل کی کتابیں جو ایک انسان نہیں اٹھا

سکتا ہے، ہر سال پارلیمنٹ کو، صوبائی اسمبلیوں کو بھیجی جاتی ہیں، ہم نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟ کیا یہ آئین کا تقاضا نہیں ہے؟ جناب والا، ہم اگر کسی کو ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہیں تو چار انگلیاں ہماری طرف بھی ہو جاتی ہیں، لہذا خدارا یہ وقت صبر کرنے کا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس ملک کے اساسی نظریے کی طرف، اس ملک کے آئین کی طرف، ابتداء سے لیکر انتہا تک، اور ایسا نہیں کہ غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر، اگر ملک کے آئین میں ان کی خوشنودی ہو تو ہم آگے بڑھ جائیں اور اگر ان کے نظریات، ان کے عقائد کے خلاف، یہ ملک جس نظریے پر بنا ہے، اگر اس کیلئے کوئی آگے بڑھ جائے تو اس کو ہم سرد خانے میں ڈال دیں، تو جناب والا! ہم پھر جس ملک کیلئے جس لگاؤ کے ساتھ جو مخلصانہ طور پر اس ملک کے بنانے کیلئے لوگوں نے جو قربانیاں دی ہیں، ہم ان کے ساتھ پھر غداری کے مرتکب ہوں گے، ہم پھر غداری کے مرتکب ہوں گے جناب والا۔ تو جناب والا، ایسا نہیں ہے، ایسا نہیں ہے، اس پوری ملت اسلامیہ کو اس وقت یرغمال بنایا ہوا ہے اور کس نے یرغمال بنایا ہوا ہے؟ آج مصر کی صورتحال کو دیکھو، آج شام کی صورتحال کو دیکھو، پاکستان بھی ایک نظریاتی ملک ہے، کیا اس کو لوگ چھوڑیں گے آپ کو؟ لہذا ان سب عوامل کو مد نظر رکھنا ہو گا ہمیں، ایسا نہیں کہ ہم ان کے کرائے دار بن کر لوگوں کو قتل کریں اور ان سے امداد وصول کرتے رہیں اور ہم کہیں کہ ادھر امن وامان آجائے گا، ایسا نہیں ہے۔ یہاں پر بھی ان غیر ملکی لوگوں کے دلال موجود ہیں، ان کے کرائے دار موجود ہیں یہاں پر، یہ کس سے پوشیدہ ہے؟ خدارا سنجیدگی کو اپنانا چاہیئے اور اس ملک کے اساسی نظریات کے ساتھ جو لوگ دشمنی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، ان سے ہوشیار ہو کر رہنا چاہیئے۔ اگر اس ملک کے اساسی نظریے کو ہم نے بھلا دیا، پھر امن وامان تو دور کی بات ہے، اس ملک کی سالمیت کو خطرہ ہے، اگر اس ملک کو قائم اور دائم رکھنا ہے تو اس ملک کے اساسی نظریے کی آبیاری کرنا ہو گی، اگر ہم نے اس ملک کے اساسی نظریے کی آبیاری نہیں کی تو پھر امن وامان تو دور کی بات ہے، میں اس اسمبلی کے فلور پر کہتا ہوں اور بہ آواز بلند کہتا ہوں کہ پھر اس ملک کے اساسی نظریے کا جب ہم دفاع نہیں کریں گے، اس کیلئے ہم کمر بستہ نہیں ہوں گے، اس نظریے کو ہم نہیں اپنائیں گے، اس کو پس پشت ڈالیں گے تو ہم پھر غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے اس ملک کی سالمیت کو بحال نہیں رکھ سکتے ہیں جناب سپیکر۔ جناب والا، میں آخر میں ایک

بار پھر اپنے انتہائی قابل قدر، باصلاحیت اور Commitment والے آدمی کی کرسی کو سلام پیش کرتے ہوئے اپنے الفاظ کو ختم کر دیتا ہوں۔ وآخِرُالدَّعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترم شہرام خان ترکئی صاحب۔

جناب شہرام خان (وزیر زراعت): بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ تعزیتی اجلاس جو اسرار اللہ گنڈاپور کے حوالے سے بلایا گیا ہے، خراج تحسین پیش کرتے ہیں ہم اسرار اللہ گنڈاپور شہید کو جو ہمارا ایک بہت ہی اچھا ساتھی تھا، بہت ہی سوجھ بوجھ رکھنے والا تھا، قانون کو سمجھتا تھا، اخلاقیات کو سمجھتا تھا، روایات کو سمجھتا تھا، ایک اچھا پارلیمنٹیرین تھا، ایک اچھا منسٹر تھا، ہماری کیبنٹ کا ممبر بھی تھا اور میرے ساتھ تو جناب سپیکر، میرے دائیں ہاتھ پہ بیٹھتا تھا اور بہت ساری باتوں میں اسرار اللہ گنڈاپور صاحب شہید سے مشورے ہم لیتے تھے، ان سے بہت ساری چیزوں کے سمجھنے کا موقع ملتا تھا۔ ایک بہت بڑا Vacuum میں کہہ لوں کہ Create ہو گیا ہے، یہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ جو حالات ہیں اس صوبے میں، اس ملک میں جس سے یہ پورا ملک گزر رہا ہے، وہ پارلیمنٹرینز ہوں یا ہمارے عوام ہوں، یقیناً ایک امتحان کا دور ہے اور اس امتحان کے دور میں میں یہ کہتا چلوں جناب سپیکر کہ اتفاق کی ضرورت ہے، ایک ہونے کی ضرورت ہے، یہ مسئلہ ایک بندے کا نہیں ہے، ایک پارٹی کا نہیں ہے، حکومت کا نہیں ہے، یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے، یہ پوری پارلیمنٹ کا مسئلہ ہے، یہ اپوزیشن ہو یا حکومت ہو، سارے مل کے اس مسئلے سے باہر نکلنے کی سوچ و فکر کریں اور پوائنٹ سکورنگ یا اس کے علاوہ اس سے باہر نکل کر اور ذاتیات سے باہر نکل کر ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے اس ملک کو فائدہ ہو۔ جو قربانیاں ہمارے بھائیوں نے دی ہیں، ہمارے عزیزوں نے دی ہیں، اس قوم کے بچوں نے دی ہیں، بزرگوں نے دی ہیں، اس کو ایک ایسے راستے پہ ڈالا جائے تاکہ امن آ سکے اس صوبے میں، اس ملک میں اور سوچنے کی بات ہے جناب سپیکر کہ یہ کرسی جو خالی ہے آج، جس پہ پھول پڑے ہوئے ہیں، اس کی بیوی اور بچوں پہ کیا گزر رہی ہو گی؟ ان کیلئے امتحان کا دور ہے، ان کیلئے سب سے زیادہ تکلیف دہ دور ہے اور مجھے یاد ہے جس دن اسرار شہید کی شہادت ہوئی تھی، اس دن اس کے گھر والے، بچے مردان میں تھے اور جو رات کو، شام کو ان پتہ چلا اور ان کو ڈی آئی خان جانا پڑا، اس حوالے سے چونکہ کچھ بندے میرے بھی جاننے والے تھے، ان کی طرف سے خبر آئی تھی کہ ان کی فیملی یہاں پہ ہے اور

ان کو جانا ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب سے ریکویسٹ کی تھی اور انہوں نے ان کو Escort کیا تھا، تو یقیناً کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کیلئے سب سے زیادہ امتحان کا دور ہے اور اس طرح بہت سارے اور بھی بچے اس ملک کے ہیں، جو تکلیف اسرار اللہ گنڈاپور صاحب کے بچوں پہ ہے، وہ بہت سارے اور بچوں پہ بھی ہے، تو اس کیلئے ہم یہ کہتے چلیں کہ ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے اور جو کر بھی رہی ہے حکومت الحمد للہ اور جو ساری پارٹیوں نے بھی کیا ہے کہ ایک ایسا اقدام اٹھایا جائے تاکہ اس ملک میں امن لایا جائے۔ ہم مانتے ہیں کہ حکومت کو بہت سارے چیلنجز ہیں، بہت ساری مشکلات ہیں، تکلیفات ہیں لیکن ان کو اس سے لڑنے کیلئے جذبہ ہونا چاہیئے جو کہ الحمد للہ آج ہے، اس کی کمی نہیں ہے، بس یہ ہے کہ ان کو اتفاق رائے سے اکٹھا کرنے پڑے گا۔ میں اپنی باتیں ختم کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرے اور بھائی بھی اپنی باتیں کر سکیں۔ ایک دفعہ پھر میں یہ کہوں کہ اسرار اللہ گنڈاپور صاحب کی کمی ساری عمر رہے گی اور ان کی جو خدمات ہیں، وہ ساری عمر یاد رہیں گی اور حکومت، اپوزیشن ہمارے ممبرز پارلیمنٹ، یہ صوبہ اور یہ ملک ان کو یاد رکھے گا۔ Thank you very much, janab Speaker۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ مسٹر عنایت اللہ خان صاحب۔

مسودہ قانون بابت مقامی حکومتیں مجریہ 2013ء کیلئے مجلس منتخبہ کی دوبارہ تشکیل

Mr. Inayatullah (Minister for Local government): Sir, I beg to move that leave may be granted to propose additional members to the Select Committee, already constituted by the House on 11th October for consideration of the Khyber Pakhtunkhwa Local Government Bill, 2013.

Mr. Deputy Speaker: Is it the desire of the House that the leave may be granted to the honourable Minister, to propose additional members in the Select Committee, already constituted by this House on 11-10-2013 for consideration of the Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013? Those who are in favour of it may say 'Aye' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The honourable Minister, to please move his motion for inclusion of additional members in the Select Committee for consideration of Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013. Honourable Minster, please.

Minister for Local Government: Sir, I beg to move that the following members may be included in the Select Committee for consideration of Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013:

01. Mr. Shah Farman; and
02. Mr. Shahram Khan Tarakai.

Mr. Deputy Speaker: The motion before the House is that the proposed honourable members may be included in the Select Committee for consideration of Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013? Those who are in favour of it may say 'Aye' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Speaker: The 'Ayes' have it. The proposed honourable members are included in the Select Committee for consideration of Khyber Pakhtunkhwa, Local Government Bill, 2013. The Sitting is adjourned till 04:00 p.m. of tomorrow afternoon.

(اجلاس بروز جمعة المبارک مورخہ 25 اکتوبر 2013ء بعد از دوپہر چار بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)